سلفی علما اور منہج سلف کے چند اہم مسائل پر

شیخ عبد الباری فتح اللہ مدنی حفظہ اللہ کے اعتراضات کا جائزہ

از قلم:

ابو احمد کلیم الدین یوسف

فہرست

عرض مؤلف 4

چند متفق علیہ اصول: 11

اہل بدعت سے استفادہ کی ممانعت پر کتاب اللہ سے دلیل: 12

اہل بدعت سے استفادہ کی ممانعت پر سنت رسول سے دلیل: 15

اہل بدعت سے استفادہ کی ممانعت پر اقوال سلف صالحین سے دلیل: 17

اہل بدعت سے استفادہ کی ممانعت پر اجماع امت سے دلیل: 21

اہل بدعت سے اور ان کی کتابوں سے ممانعت کا سبب: 22

کیا سلف صالحین کے ذکر کردہ اقوال "برہمنیت زدہ" ہیں؟ 24

اہل بدعت کی کتابوں سے استفادہ کے سلسلے میں اہل علم کے بیان کردہ ضوابط: 25

اہل بدعت کی کتابوں سے استفادہ کے جواز کیلئے سیر اعلام النبلاء جیسی کتابوں سے استفادہ کرنے کی حقیقت: 34

اہل بدعت سے علم لینے میں اور روایت لینے میں کیا فرق ہے؟ 43

مصلحت و مفسدت کا مسئلہ: 43

مسئلہ مذکورہ کے متعلق آخری بات: 45

عبد الباری فتح اللہ مدنی صاحب کی جانب سے ہمارے تکفیری ہونے کا بہتان: 45

کیا سلف صالحین میں سے کسی نے اہل بدعت سے علم لینے کو جائز قرار دیا ہے؟ 49

شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب کا اہل بدعت کے متعلق موقف:..................................50
سلفی علماے کرام کے متعلق شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب کا موقف:........................51
کیا شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب مقلد ہیں؟ 59

عرض مؤلف

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله الأمين، محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.
أما بعد:

بدعت جملہ منکرات میں سے ہے،اور بدعت واہل بدعت پر رد کرنا نہی عن المنکر جیسے فریضہ کا لازمی جزو ہے،اگر تسامح،اخوت،تالیف قلب اور اتحاد واتفاق کے پیش نظر بدعت اور اہل بدعت پر رد کرنا چھوڑ دیا جائے تو اسلام کی اصل صورت مسخ ہو کر رہ جائے گی،جیسا کہ امام اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا: ((إذا ظهرت البدع فلم ينكرها أهل العلم صارت سنة)).جب بدعتوں کا ظہور ہو اور اہل علم اس پر رد نہ کریں تو وہ بدعتیں سنت کا مقام لے لیتی ہیں،(یعنی لوگ اسے حق اور سنت سمجھنے لگتے ہیں)۔ [شرف أصحاب الحديث (ص: ١٧)]

بدعت اور اہل بدعت پر رد کرنا شرعا واجب ہے، بلکہ یہ جہاد کے قبیل سے ہے اور نفلی عبادات سے بہتر ہے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے اس کی صراحت فرمائی ہے.[مجموع الفتاوى لشيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله(٥/ ١١٠)]

اس مختصر تمہید کے بعد عرض ہے کہ اہل حدیثوں کے نزدیک بالاتفاق دیوبندی،جماعت اسلامی بدعتی جماعت ہے،اور شیخ مودودی،سید قطب اور وحیدالدین خان وغیرہم ائمہ بدعت وضلالت ہیں،کم از کم ایک صحیح العقیدہ اہل حدیث اس بات کی نفی نہیں کر سکتا،کیوں کہ علمائے اہل حدیث نے بیسیوں کتابیں دیوبندی،تبلیغی اور جماعت اسلامی کی تردید میں لکھی ہیں،اور ان تمام نے مذکورہ جماعتوں اور ان

کے اکابر جیسے شیخ مودودی وغیرہ کو گمراہ قرار دیا ہے، کیونکہ انہوں نے اہل سنت والجماعت کی مخالفت ان اصول میں کی ہے جن پر اہل سنت کا اتفاق ہے۔

ایسے ائمہ بدعت وضلالت اور گمراہ جماعتوں پر رد کرنا شرعی مقاصد میں سے ہے، بلکہ نفلی عبادات سے بہتر عمل ہے،اوران جیسے اشخاص اور گروہ پر رد کرنے پر سلف صالحین کا اتفاق ہے۔

یہ بات تو بدعت اور اہل بدعت کے متعلق ہوئی، لیکن اگر اہل سنت میں سے کسی عالم سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس تعلق سے منصفانہ رویہ شریعت کی روشنی میں کیا ہونا چاہئے ؟

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "العالِم قد يزلّ ولا بد، إذ ليس بمعصوم، فلا يجوز قبول كل ما يقوله". "عالم سے غلطی ہو سکتی ہے؛ کیونکہ وہ معصوم نہیں ہے، اس لئے عالم کی ہر بات قبول نہیں کی جائے گی"۔[أعلام الموقعين (٣/ ٢٠)]

ایک عالم کا اثر ورسوخ عوام پر بہت زیادہ ہوتا ہے اس لئے اس کی غلطی کا اثر بھی عوام پر اسی انداز میں ہوتا ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ عوام اپنے عالم وداعی سے حسن ظن رکھتی ہے جس کے نتیجہ میں اس عالم کی غلطی کو بھی وہ شریعت کا حصہ سمجھ کر اس کو درست ماننے لگتے ہیں، جیسا کہ اہل تقلید اپنے ائمہ کے ساتھ رویہ رکھتے ہیں۔

نصیحت، خیر خواہی اور اصلاح کے جذبہ سے کسی عالم کی غلطی پر تنبیہ کی جائے تو شرعا یہ ممنوع نہیں، ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وأما بيان خطأ من أخطأ من العلماء قبله إذا تأدب في الخطاب وأحسن في الرد والجواب فلا حرج عليه ولا لوم يتوجه إليه". "علمائے کرام کی غلطیوں کا رد احسن طریقے سے ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں"-[الفرق بين النصيحة والتعيير (ص: ١١)]

مزید فرماتے ہیں:" رد المقالات الضعيفة وتبيين الحق في خلافها بالأدلة الشرعية ليس هو مما يكرهه أولئك العلماء بل مما يحبونه ويمدحون فاعله ويثنون عليه...فلو فرض أن أحداً يكره إظهار خطئه المخالف للحق فلا عبرة بكراهته لذلك فإن كراهة إظهار الحق إذا كان مخالفًا لقول الرجل ليس من الخصال المحمودة بل الواجب على المسلم أن يحب ظهور الحق ومعرفة المسلمين له سواء كان ذلك في موافقته أو مخالفته. وهذا من النصيحة لله ولكتابه ورسوله ودينه وأئمة المسلمين وعامتهم وذلك هو الدين كما أخبر به النبي ﷺ".

ضعیف اقوال کارد کرنا، نیز شرعی دلائل کی روشنی میں ان کمزور اقوال کے خلاف حق کی وضاحت کرناان امور میں سے ہے جسے اہل علم پسند کرتے ہیں، اور ان کے عمل کو سراہتے بھی ہیں۔ اگر مان لیا جائے کہ کوئی مخالف کی غلطیاں بیان کرنے کو ناپسند کرتا ہے تو اس کی ناپسندیدگی کا کوئی اعتبار نہیں، کیونکہ اگر کسی کا قول، حق بات کے مخالف ہو تو احقاق حق کو ناپسند کرنا، درست امر نہیں، بلکہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اسے پسند کرے اور مسلمانوں کو اس سے آگاہ کرے، گرچہ وہ حق بات اس کے مخالف ہو یا اس کے موافق۔ یہ باتیں اللہ، اس کی کتاب، اس کے رسول، دین اسلام، ائمہ کرام اور عوام الناس کے ساتھ نصیحت و خیر خواہی کے باب میں داخل ہیں جس کے بارے میں ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔[الفرق بين النصيحة والتعيير (ص: ١٠ - ١١)]

نیز عوام کو کسی عالم کی غلطی سے آگاہ کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عالم کے علمی مقام و مرتبہ سے متاثر ہو کر عوام اس کی غلطی کو صحیح نہ سمجھنے لگیں، ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:"من رأى متأولا أخطأ في تأويل يضر من أخذ به أن يشهر القول للناس ويبين خطأه ليحذر من الاغترار به"۔یعنی اگر کوئی شخص کسی مسئلے میں ایسی غلط تاویل کرے جو لوگوں کے لئے نقصان کا سبب ہو تو اس کی غلطی کو اعلانیہ طور پر واضح کیا جائے تاکہ لوگ اس سے دھوکہ نہ کھا جائیں۔ [فتح الباري (١٣/ ١٦٧)]

کسی مسئلہ میں رد و قدح کا مقصد کسی کی ذاتیات پر کیچڑ اچھالنا نہیں ہوتا، اس کا مقصد صرف اور صرف خیر خواہی ہے کہ جن امور میں منہج سلف صالحین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اس کی اصلاح ہو جائے۔

کسی غلطی پر رد کرنے کا مجاز ہر کسی کو حاصل ہے، اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ رد کرنے والا اپنے مخاطب سے علم وفضل میں بڑا ہو، یا اسکے ہمسر ہو، جیسا کہ عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم حج تمتع کی افضلیت کے سلسلے میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے قول کو مرجوح قرار دیا۔

]ینظر :الفتاوی الکبری لشیخ الِاسلام ابن تیمیۃ (5 /126 - 127)بتصرف یسیر [

نیز قوام السنہ الاصبہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے "حدیث الصورۃ" میں غلطی کی ہے، ان کی اس غلطی کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا، تاہم اس غلطی پر رد سے ان پر طعن لازم نہیں آتا۔ [عقيدة أهل الإيمان... (١/ ١٤)]

زیر نظر رسالہ میں جن امور پر گفتگو کی گئی ہے ان پر تواتر کے ساتھ کئی سالوں سے لکھا جاتا رہا ہے، پھر انہی امور کو بار بار ذکر کرنے کی حاجت کیا ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ سلف کا یہی معمول رہا ہے کہ ایک غلطی اگر بار بار دوہرائی جائے تو اس کی تردید ہر بار کی جائے گی۔ آپ عقیدہ کی کتابوں پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہو گا کہ ہر زمانے میں علمانے ایک ہی جیسے امور پر اہل بدعت کی تردید کی ہے، اور آج تک انہی مسائل پر تکرار کے ساتھ ردود چلے آرہے ہیں کیونکہ بدعت بانجھ نہیں ہوتی، ہر زمانے میں وقفے وقفے سے انہی بدعتوں کا احیاء ہوتا رہتا ہے، اور طریقہ یہی ہے کہ جب جب مرض کا ظہور ہو تب تب علاج کیا جائے۔

کچھ افراد ایسے بھی ہوں گے جو اس رسالہ کو دیکھتے ہی واویلا کریں گے کہ کلیم الدین یوسف نے شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب کی تبدیع کی ہے۔ حاشا وکلا۔ آپ اس رسالہ کو مکمل پڑھ جائیں، کسی ایک مقام پر اگر تبدیع مل جائے تو مجھے مطلع فرمائیں بلکہ میرے خلاف تحریر لکھ دیں۔ کسی کی اخطا کا بیان اس کی تجریح کو بھی مستلزم نہیں، تبدیع تو بہت بڑی چیز ہے۔

شیخ کی اخطا کی تردید پر میں نے اس لیے قلم اٹھایا ہے کہ انہوں نے ایک سے زائد بار اپنی آڈیوز میں میرا نام لے کر مجھے مطعون کیا ہے، لہذا میں نے مناسب سمجھا کہ شیخ نے جن مسائل میں غلطیاں کی ہیں انہیں بیان کیا جائے۔ نیز میرے علاوہ بعض اکابر سلفی علما پر بھی انہوں طعن و تشنیع کی ہے جو علم و فضل میں ان سے برتر و بہتر ہیں، سلفیت کے رہنما اور سرخیل ہیں، نیز ہمارے استاذۃ الاساتذہ ہیں، لہذا واجب ہے کہ ہم علمائے ربانیین کے دفاع کا فریضہ انجام دیں۔

اخیر میں ہم اللہ رب العالمین سے دعا گو ہیں کہ اللہ رب العالمین ہم سبھوں کو قول و عمل میں اخلاص وللٰہیت برتنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہماری کوششوں کو شرف قبولیت بخشے۔

اس موقع پر اپنے عزیز بھائی حافظ علیم الدین یوسف - وفقہ اللہ - جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں دکتورہ کے طالب علم ہیں، اور حافظ فیضان - وفقہ اللہ - جو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں ماجستیر کے طالب علم ہیں، کے شکر گزار ہیں جنہوں نے اپنی مشغولیات سے قیمتی وقت نکال کر اس رسالہ پر نظر ثانی کیا اور قیمتی مشوروں سے نوازا۔ فجزاهم الله خيرا وأحسن الجزاء.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب کی جو آڈیو ہمیں موصول ہوئی ہے اس میں شیخ نے ہماری قصیدہ خوانی اپنے منفرد انداز میں کی ہے، اگر وہ ہماری قصیدہ خوانی پر اکتفا کرتے تو ہمیں یہ تحریر لکھنے کی قطعا ضرورت نہیں پڑتی، لیکن شیخ نے آگے بڑھ کر سلف صالحین کے اجماعی اصول کو بھی آڑے ہاتھوں لیا ہے اور اسے تشدد بتایا ہے، نیز سلفیت کو برہمنیت بتانے والوں کی کھل کر تائید کی ہے۔

شیخ نے میرے بارے میں اور سلفی علماے کرام کے بارے میں کیا کچھ فرمایا ہے اس کا تذکرہ ہم اس مضمون کے اخیر میں کریں گے، شیخ کی خوش گفتاری اور حسن بیانی پڑھ کر آپ قارئین داد دئے بغیر نہیں رہ سکیں گے، آپ اس لنک پر شیخ کی پوری گفتگو سماعت فرما سکتے ہیں، ہماری تحریر کا بیشتر حصہ اسی آڈیو پر مشتمل ہے، مزید آڈیو کی لنک حسب موقع چسپاں کیا جائے گا۔

https://drive.google.com/file/d/1c0L5gV-9n1XAua5IH0WON_YS95yw2lYe/view?usp=drivesdk

شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب نے شیخ عبد السلام عمری کے ایک مضمون بعنوان **"سلفیت یا برہمنیت"** کے بارے میں کہا ہے کہ : **"میں نے پورا پڑھ ڈالا، جبکہ بہت باریک خط تھا—شاید اس موضوع پر اس سے پہلے بھی ایک مضمون لکھا ہے، بہت بڑھیا لکھا ہے، کوئی غلط بات نہیں ہے"۔**

شیخ کی بات کا جواب دینے قبل ہم لگے ہاتھ اپنے قارئین کو بتاتے چلیں کہ شیخ عبد السلام عمری نے اپنے مضمون میں کیا لکھا تھا، لکھتے ہیں:

"آج سلفی برہمنوں کے کئی خود ساختہ اصولوں میں سے ایک اصول پر گفتگو ہوگی۔ غیر سلفی اہل علم سے استفادہ نہ کرنا انکا اپنا خود ساختہ مفروضہ ہے، کوئی علمی اصول نہیں ہے، علمی اصول یہ ہے کہ ہر ایک کی غلطی پر رد کیا جائیگا، لیکن ہر ایک سے اخوت کا رشتہ نبھایا جائیگا، اور ان کی ہر کاوش سے استفادہ کیا جائیگا جس میں غلطی نہ ہو"۔

یہ شیخ عبد السلام عمری کی عبارت ہے جس کی تائید شیخ عبد الباری فتح اللہ نے کی ہے، جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب اہل بدعت سے استفادہ کی ممانعت کو سلفی برہمنوں کا اصول مانتے ہیں اور اسے خود ساختہ مفروضہ بھی قرار دیتے ہیں، بلکہ آڈیو میں شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب نے از خود اس امر کی وضاحت بھی کی ہے۔

شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب، شیخ عبد السلام عمری کے مضمون پر تبصرہ کرتے ہوئے **فرماتے ہیں:**

" بالکل صحیح کہا کہ "برہمن زدہ سلفیت" یا "سلفیت یا برہمنیت"، بالکل بہت اچھا لکھا ہے۔ میں دیکھتا ہوں، بہت جگہوں پر سب خباثت گھول رہے ہیں لوگ، ان سے سلفیت بَری ہے اور یہ سلفیت سے بَری ہیں۔ یہ حرکت نہیں کی جاتی......... آدمی کو بدتمیزی سے بات... **"استفادہ نہ کرو"، کیوں نہ کرو؟ استفادہ کیوں نہیں کیا جائے گا؟...."۔**

شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب کی گفتگو سے جو بات نکل کر آتی ہے وہ یہ کہ: اہل بدعت کی کتابوں سے استفادہ کی ممانعت بیان کرنا سلفی برہمنوں یا برہمن زدہ سلفیت کا اصول ہے، سلف صالحین کا منہج نہیں، نیز جو ممانعت کی بات کرتا ہے وہ غلطی کرتا ہے اور بدتمیزی کرتا ہے۔

قارئین ذیل کی سطور میں اہل بدعت سے اور ان کی کتابوں سے استفادہ کے متعلق علمائے کرام کے اقوال ملاحظہ فرمائیں اور پھر فیصلہ کریں کہ کیا شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب اور شیخ عبد السلام عمری

کا اہل بدعت سے استفادہ کے متعلق سلفی علمائے کرام کے موقف کو **"برہمن سلفی"** یا **"سلفی برہمنیت"**، کہنا زیادتی ہے یا درست ہے، کیونکہ ہم نے اپنے موقف کی بنیاد کتاب اللہ سنت رسول، اجماع اور اقوال سلف صالحین پر رکھی، اگر ہمارا موقف برہمنیت زدہ ہے تو اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ سلف صالحین کا یہ موقف جو ہم نے بیان کیا وہ بھی برہمنیت زدہ ہے ؟

قارئین کرام، **شیخ** عبد الباری فتح اللہ صاحب کے مغالطے کا جواب دینے سے قبل یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ منہج سلف کتاب وسنت، فہم صحابہ، اور فہم تابعین وتبع تابعین سے عبارت ہے۔

چند متفق علیہ اصول:

1- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت کو سمجھنے کیلئے جو معیار مقرر کیا وہ **"ما انا علیہ واصحابی"** ہے، اور الحمد للہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے کسی ایک سے بھی بدعت کا صدور نہیں ہوا، گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس راستہ پر چلنے کا حکم دیا جس پر ذرہ برابر بھی بدعت کی آمیزش نہ ہو، اس لئے ہر جمعہ کے خطبہ میں **"وایاکم ومحدثات الأمور، کل بدعۃ ضلالہ"** کا درس ان صحابہ کرام کو دیا کرتے تھے جن سے بدعت کا صدور ممکن نہیں تھا۔

2- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانے میں کئی بدعتیں اور بدعتی فرقے نے جنم لیا، جیسے خوارج، قدریہ، روافض وغیرہ، لیکن ہمیں ایک بھی صحابی کا قول یا عمل ایسا نہیں ملتا جس میں انہوں نے اہل بدعت کے سردار جیسے ذوالخویصرہ التمیمی، عبد اللہ الراسبی، معبد الجہنی اور عبد اللہ بن سبا وغیرہم کی کاوشوں سے استفادہ کی ترغیب دی ہو، جیسا کہ شیخ عبد الباری فتح اللہ اور شیخ عبد السلام عمری صاحبان دے رہے ہیں۔

حالانکہ خوارج، روافض اور قدریہ کے مذکورہ سرداروں میں کچھ نہ کچھ تو خوبی ضرور رہی ہوگی، بلکہ خوارج کی عبادت کی تعریف تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں کی ہے، اعتدال کا تقاضا تو یہ تھا کہ صحابہ کرام اپنے زمانے کے مسلمانوں کو خوارج سے عبادت، تلاوت، زہد وورع اور نماز وغیرہ میں اطمینان وسکون سیکھنے کی تلقین کرتے جس طرح آج شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب اہل بدعت سے استفادہ کی تلقین کرتے ہیں، بلکہ اس کے خلاف بولنے والوں کو "برہمنیت" کا خطاب بھی دیتے ہیں۔

3-"سلفیت" کسی کی جاگیر نہیں کہ من میں جو آئے اسے "سلفیت" قرار دیا جائے، اور جو چاہے "سلفیت" کے اصول وضوابط پر نقد کرنے لگے، کتاب وسنت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے فہم سے سمجھنے کا نام "سلفیت" ہے، اس لئے اس نام پر کچھ بیان کرنے کیلئے کتاب وسنت اور اقوال صحابہ و سلف صالحین سے استدلال نہایت ضروری ہے، کیونکہ منہج وعقیدہ کے سلسلے میں یہ بات واضح ہے کہ لم يدع الأول للآخر مقالا.

شیخ نے جن اصول وضوابط کو "خود ساختہ" "برہمنیت زدہ" یا غلطی اور بدتمیزی قرار دیا ہے، ذیل میں آپ ان اصول وضوابط کے دلائل پڑھیں، اور سمجھنے کی کوشش کریں۔ ہم اس اصول پر قرآن، حدیث اور اقوال صحابہ وسلف صالحین سے دلائل پیش کرنے کی کوشش کریں گے، پھر آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب نے کس طرح باطل کو حق اور حق کو باطل بنا دیا ہے۔

اہل بدعت سے استفادہ کی ممانعت پر کتاب اللہ سے دلیل:

اللہ رب العالمین فرماتا ہے: ((وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ)).

"تمہیں یہ بات قرآن مجید میں بتادی گئی ہے کہ جب تم کسی کو اللہ رب العالمین کی آیات کا انکار کرتے یا اس کا مذاق اڑاتے سنو تو ان کے ساتھ نہ بیٹھو، یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ کر دوسری گفتگو نہ کریں، اگر تم نے ان کی اس کفریہ مجلس میں شرکت کی تو تم انہی کے جیسے ہوگے"۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس آیت کریمہ کے مفہوم میں ہر قسم کا بدعتی تاقیامت داخل ہے۔ [تفسیر بغوی (١/ ٧١٤)]

ابن جریر طبری رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس آیت کریمہ میں ہر قسم کے بدعتی اور فاسق و فاجر کی بدعی اور فسق و فجور کی مجلس و محفل میں بیٹھنے کی ممانعت آئی ہے۔ [تفسیر الطبری (321/9)]

علامہ صدیق حسن خان رحمہ اللہ اسی آیت سے ملتی جلتی سورہ انعام کی آیت (68) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کیلئے بہت ہی عظیم نصیحت ہے جو ان بدعتیوں کی ہم نشینی اختیار کرنے میں تساہل برتتے ہیں جو اللہ کے کلام میں تحریف کرتے ہیں، کتاب و سنت سے کھلواڑ کرتے ہیں، اس کے معانی و مطالب کو اپنی گمراہ کن خواہشات، فاسد تقلید اور بے کار بدعت کے مطابق بیان کرتے ہیں، چنانچہ ان اہل بدعت کی ہم نشینی اختیار کرنے میں تساہل برتنے والا اگر ان کی بدعتوں پر رد نہیں کرتا تو کم از کم ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دے، ان اہل بدعت کی مجلس سے دوری اختیار کرنا اس کیلئے زیادہ مشکل نہیں ہوگا۔

اور اگر اہل سنت ان بدعتیوں کی مجلس میں بلا کسی شرعی سبب کے شریک ہوں گے تو ممکن ہے کہ بدعتی حضرات ان کے شریک ہونے کو اپنے فائدے کیلئے استعمال کریں، اور عوام کو شبہ میں ڈالیں کہ (دیکھو اگر ہم اچھے نہیں ہوتے تو فلاں فلاں اہل سنت کے علما وفضلاء ہماری مجلس میں شریک نہیں

ہوتے) ایسی صورت میں ان کی مجلس میں شریک ہونا ان کی باتوں کو سننے سے زیادہ فساد کا باعث ہو سکتا ہے!!!

ہم نے اس قسم کی لعنت والی بے شمار مجلسیں دیکھی ہیں، لیکن ہم نے حق کی نصرت وتائید اور باطل کے رد میں اپنی پوری کوشش جھونک دی اور کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

جسے شریعت مطہرہ کی معرفت ہے وہ یقینی طور پر جانتا ہے کہ جتنی خرابی اور بگاڑ اہل بدعت اور گمراہ کن افکار و نظریات کے حاملین کی ہم نشینی اختیار کرنے اور ان کی مجلس میں شریک ہونے میں ہے اتنی خرابی تو گناہ اور حرام کا ارتکاب کرنے والوں کی مجلس میں شریک ہونے میں بھی نہیں، بالخصوص وہ لوگ جنہیں کتاب وسنت کا علم نہ ہو، اور نہ ہی ان علوم میں درک حاصل ہو ان کیلئے اہل بدعت کی مجلس میں شریک ہونا یا ان کی ہم نشینی اختیار کرنا تو اور زیادہ خطرناک اور فساد و بگاڑ کا باعث ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بدعتی اپنے جھوٹ، بدعات و خرافات اور ضلالت و گمراہی کو اس کے سامنے اس انداز میں پیش کرے کہ اس شخص کو وہ چیز اچھی لگے اور اس کے دل میں اس طور پر گھر کر جائے کہ اس کا علاج بہت ہی مشکل ہو جائے، اور پھر وہ زندگی بھر اس بدعت کو حق سمجھ کر عمل کرتا رہے اور اسی حال میں اس کی موت بھی ہو جائے، حالانکہ وہ عمل بالکل باطل اور منکر تھا۔[فتح البيان في مقاصد القرآن (٤/ ١٦٥)]

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مذکورہ آیت سے صحابی رسول عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، مفسر قرآن ابن جریر طبری اور علماے اہل حدیث کے صف اول کے جلیل القدر عالم علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہم اللہ نے اہل بدعت سے استفادہ کی ممانعت پر استدلال کیا ہے۔

اہل بدعت سے استفادہ کی ممانعت پر سنت رسول سے دلیل:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: (تلاَ رَسُولُ اللَّه صلى الله عليه وسلّم هَذه الآيةَ{هوَ الَّذي أَنْزَلَ علَيكَ الْكتَابَ منْهُ آياتٌ محْكَماتٌ هنَّ أُمُّ الْكتاب وأُخَرُ متَشابِهاتٌ فَأَمَّا الَّذين في قُلُوبِهم زيغٌ فَيَتَّبعونَ ما تشابه منه ابتغاء الْفتْنَة وابتغاء تأْويله وما يَعلَمُ تأْويلَه إلاَّ اللَّهُ والرَّاسخُونَ في الْعلْم يَقُولُونَ آمنَّا به كُلٌّ من عنْد ربنا وما يذَّكَّر إلاَّ أُولُو الْأَلْبَاب} قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّه رسول الله صلى الله وسلّم: فَإِذَا رأَيت الَّذين يَتَّبعونَ ما تَشَابَهَ منْهُ فَأُولَئك الَّذين سَمَّى اللَّهُ فَاحذَرُوهُمْ).

نبی کریم صلی اللہ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی، ارشاد باری تعالیٰ ہے: اللہ رب العالمین نے آپ پر قرآن مجید نازل فرمایاہے، جس کی کچھ آیتیں محکم ہیں، اور کچھ آیتیں متشابہات ہیں، جن کے دلوں میں کج روی اور زیغ وضلال ہوتاہے وہ فتنہ پردازی کیلئے متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں، حالانکہ متشابہ آیتوں کے معانی ومفاہیم اللہ رب العالمین کے سوا کوئی نہیں جانتا، جب کہ راسخ فی العلم علماان متشابہ آیتوں پر ایمان لاتے ہوئے کہتے ہیں کہ تمام آیتیں ہمارے رب کی جانب سے، اور عقل مند لوگ ہی نصیحت پکڑتے ہیں، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم متشابہ آیات کی پیروی کرتے لوگوں کو دیکھو تو ان سے بچو اور دور رہو، کیونکہ اللہ رب العالمین نے ایسے لوگوں کا نام لیاہے-[صحيح البخاري (٦/ ٣٣، رقم: ٤٥٤٧)، صحيح مسلم (٨/ ٥٦، رقم: ٢٦٦٥].

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: "في هَذا الْحَديث التَّحْذيرُ منْ مُخَالَطَة أَهْلِ الزَّيغِ وأَهْلِ البِدَعِ و منْ يَتَّبعُ الْمُشْكلاَت للفتْنة..". اس حدیث میں اہل بدعت و

ضلالت اور فتنہ پرور لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنے سے روکا گیا ہے-[شرح صحيح مسلم (١٦/ ٢١٨)]

نیز یہود و نصاری کی کتابوں پر ہمارا اجمالی ایمان ہے، اور یقیناوہ کتابیں وحی الٰہی سے خالی نہیں ہیں، لیکن اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کتابوں کو پڑھنے سے روکا ہے بلکہ اسے پڑھنے پر ناراضگی کا اظہار بھی کیا، کیوں کہ اس میں حق کے ساتھ باطل کی بھی آمیزش ہے، اور ہمارے پاس ایسی تعلیمات موجود ہیں جو صرف حق ہے۔

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ یہودیوں کی کتاب کا بعض نسخہ لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، یہ دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہو گئے اور فرمایا: ((أمتهوكون يا ابن الخطاب؟! والذي نفسي بيده؛ لقد جئتكم بها بيضاء نقية، لا تسألوهم عن شيء فيخبروكم بحق فتكذبوا به أو بباطل فتصدقوا به، والذي نفسي بيده؛ لو أنّ موسى عليه السلام كان حياً ما وسعه إلا أن يتّبعني)). «مسند أحمد» (٢٣/ ٣٤٩ ط الرسالة): رقم الحديث: «١٥١٥٦» - [حديث حسن، الإرواء (٦/٣٣٨-٣٤٠)]

مفہومِ حدیث: اے عمر رضی اللہ عنہ ابھی تک تم متردد ہو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یقینا میں تمھارے پاس بالکل صاف ستھری شریعت لے کر آیا ہوں، یہود و نصاری سے کچھ نہ پوچھا کرو، ہو سکتا ہے وہ تمہیں حق بتائیں اور تم انہیں جھٹلا دو، یا جھوٹ بتائیں تو تم انہیں سچ مان لو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر آج موسی علیہ الصلاۃ والسلام بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی مجھ پر ایمان لانا پڑتا۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ :وعمر انتفع بهذا حتى أنه لما فتحت الإسكندرية وجد فيها كتب كثيرة من كتب الروم فكتبوا فيها إلى عمر فأمر بها أن تحرق وقال: حسبنا كتاب الله.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نصیحت سے عمر رضی اللہ عنہ نے فائدہ اٹھایا، چنانچہ ان کے دورِ خلافت میں جب اسکندریہ فتح ہوا تو وہاں اہل روم کی بہت سی کتابیں پائی گئیں، عمر رضی اللہ عنہ سے ان کتابوں کے متعلق پوچھا گیا کہ ان کتابوں کا کیا کیا جائے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان تمام کتابوں کو جلانے کا حکم دیا،اور فرمایا کہ ہمارے لئے کتاب اللہ ہی کافی ہے۔[مجموع الفتاوى (١٧/ ٤١)].

اہل بدعت سے استفادہ کی ممانعت پر اقوال سلف صالحین سے دلیل:

۔مفضل بن مہلہل فرماتے ہیں کہ :لو كان صاحب البدعة إذا جلست إليه يحدثك ببدعته حذرته , وفررت منه , ولكنه يحدثك بأحاديث السنة في بدو مجلسه , ثم يدخل عليك بدعته , فلعلها تلزم قلبك , فمتى تخرج من قلبك.

مفہوم: کسی بھی بدعتی کی مجلس میں بیٹھوگے تو وہ شروع سے ہی اپنی بدعت کو بیان نہیں کرے گا، کیوں کہ اگر وہ بدعت سے ہی مجلس کی شروعات کرے گا تو تم ان کی مجلس سے اٹھ کر چلے جاؤگے،اس لئے وہ مجلس کی ابتدا ان احادیث سے کرتا ہے جو عظمتِ سنت پر دلالت کرتی ہوں، پھر اس کے بعد دوران گفتگو اپنی بدعات کو قدرے چالاکی سے پیش کرے گا،اگر وہ بدعت سنت کے نام پر تمہارے دل میں جگہ بنالے تو پھر کیسے باہر نکلے گی؟[الإبانة لابن بطة (ص١٤٠، رقم الاثر ٣٩٤)].

ابو قلابہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:((لا تجالسوا أهل الأهواء، فإنكم إن لم تدخلوا فيما دخلوا فيه لبسوا عليكم ما تعرفون)).

اہل بدعت کے ساتھ نہ بیٹھا کرو، اگر تم ان کی بدعت نہ بھی قبول کرو پھر بھی ان کے ساتھ بیٹھنے کا کم از کم یہ تو اثر ہوگا کہ وہ تمہارے علم کو مشکوک بنا دیں گے۔[الإبانة الكبرى (٢/ ٤٣٧)]

امام اوزاعی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ اس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو یہ کہتا ہو:((أنا أجالس أهل السنة، وأجالس أهل البدع))؟میں اہل سنت کے ساتھ بھی بیٹھتا ہوں اور اہل بدعت کے پاس بیٹھ کر بھی استفادہ کرتا ہوں، امام اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا:((هذا رجل يريد أن يسوي بين الحق والباطل)). ایسا کہنے والا شخص حق اور باطل کو برابر کرنا چاہتا ہے۔

امام ابن بطہ رحمہ اللہ مذکورہ اثر پر تعلیق لگاتے ہوئے فرماتے ہیں: ((إن هذا رجل لا يعرف الحق من الباطل، ولا الكفر من الإيمان، وفي مثل هذا نزل القرآن، ووردت السنة عن المصطفى صلى الله عليه وسلم، قال الله تعالى: ((وإذا لقوا الذين آمنوا قالوا آمنا وإذا خلوا إلى شياطينهم قالوا إنا معكم)).

ایسا شخص حق و باطل کے مابین تمیز کرنا نہیں جانتا، اور نہ ہی اسے کفر و ایمان کا فرق معلوم ہے، اسی قسم کے لوگوں کے بارے میں قرآن کی آیت اور احادیث وارد ہوئی ہیں، اللہ رب العالمین نے فرمایا: منافقین جب اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے ہیں، اور جب اپنے شیطان یعنی یہودیوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔[الإبانة الكبرى (٢/ ٤٥٦)]

ابن عون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:((من يجالس أهل البدع أشد علينا من أهل البدع)).جو بدعتی کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے وہ ہمارے لئے بدعتی سے زیادہ خطرناک ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:((أهل البدع ما ينبغي لأحد أن يجالسهم، ولا يخالطهم، ولا يأنس بهم)).

اہل بدعت کی ہم نشینی اختیار کرنا، ان سے میل جول رکھنا اور ان سے الفت و محبت رکھنا کسی کیلئے مناسب نہیں۔[الإبانة الكبرى (٢/ ٤٧٥)] [١]

کیا بدعتی کی صحبت اور ان کی کتابوں کی صحبت کا حکم ایک ہی نہیں؟ جس خدشہ کے تحت اہل بدعت کی مجالست سے منع کیا گیا کیا وہی خدشہ ان کی کتابوں کے پڑھنے میں نہیں ہے؟ جب علت ایک ہے تو حکم الگ کیونکر ہوگا؟

سلف صالحین نے اہل بدعت کی کتابوں سے استفادہ کو بھی باضابطہ ممنوع قرار دیا ہے۔

امام مروذی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے کہا کہ: استعرت كتابا فيه أشياء رديئة، ترى أن أخرقه أو أحرقه؟ قال: نعم، قال المروذي: قال أبو عبد الله: يضعون البدع في كتبهم، إنما أحذّر عنها أشد التحذير.

ترجمہ: میں نے ایک کتاب عاریتاً لی ہے، جس میں کچھ شریعت مخالف چیزیں ہیں، کیا میں اس کتاب کو پھاڑ دوں یا جلا دوں؟، تو امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: ہاں بالکل اسے جلا دو یا پھاڑ دو، کیوں کہ اہل بدعت اپنی کتابوں میں بدعت داخل کر دیتے ہیں، میں اس قسم کی کتابوں سے سختی سے منع کرتا ہوں۔ [هداية الأريب الأمجد (ص : ٣٨)].

---

[1] یہاں ایک شبہ کا ازالہ مناسب ہوگا کہ بعض لوگوں نے یہ دعوی کیا کہ سلف کے مذکورہ اقوال ان کی ذاتی آرا ہیں، جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم ایسے لوگوں سے کہنا چاہتے ہیں کہ اگر یہ تمام اقوال ان علما کے ذاتی آرا ہیں تو براہ کرم آپ کتاب و سنت اور سلف صالحین کا اجماعی موقف یا جمہور سلف کا موقف ہمیں بتا دیں، بصورت دیگر آپ اپنی ذاتی رائے کو سلف کے اجماعی موقف پر ترجیح دے رہے ہیں جو قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے فہم سے عاری ہے۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:((إياك والخوض فيه والنظر في كتبهم بحال)).

اہل بدعت کی کتابوں کو پڑھنے اور اسے مطالعہ کرنے سے ہر حال میں بچنا ضروری ہے۔ [الفتاوی الکبری (٦/ ٥٦١)].

امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ سے حارث محاسبی کی کتابوں کے متعلق دریافت کیا گیا، امام ابو زرعہ نے فرمایا: یہ بدعت و گمراہی کی کتابیں ہیں، ان سے دور رہو، کتاب و سنت اور آثار سلف سے تمسک اختیار کرو، وہی تمہارے لئے کافی ہے۔

سائل نے کہا: حارث محاسبی کی کتابوں میں عبرت و نصیحت ہے (یعنی فوائد ہیں)۔

امام ابو زرعہ نے فرمایا: جو کتاب اللہ سے عبرت و نصیحت حاصل نہ کر سکے اسے کہیں اور نہیں حاصل ہو سکتی۔ کیا تمہیں نہیں پتا کہ امام مالک، امام سفیان ثوری، امام اوزاعی اور ان جیسے دیگر اساطین علم نے اس قسم کی کتابوں کو خطرات و وساوس پیدا کرنے والی کتاب قرار دیا ہے، ان کتابوں کے مؤلفین نے اہل علم کی مخالفت کی. پھر فرمایا: لوگ کس قدر جلدی بدعت قبول کر لیتے ہیں؟ [تاریخ بغداد (٨/ ٢١١)]

امام ذہبی رحمہ اللہ امام ابو زرعہ رحمہ اللہ کے مذکورہ کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آج کے زمانے میں تو حارث محاسبی جیسا ملنا بھی مشکل ہے، (حارث محاسبی معتزلہ اور روافض کے رد میں کافی کتابیں لکھی ہیں، جب کہ شیخ مودودی نے روافض و معتزلہ کی تائید میں کتابیں لکھی ہیں، قارئین: فرق کو سمجھیں) اگر ابو زرعہ ابو طالب المکی، ابن جہضم اور سلمی وغیرہ کتابیں دیکھ لیتے تو ان کی عقل جواب دے جاتی) [میزان الاعتدال (١/ ٤٣١)]۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کے کلام پر گفتگو کرتے ہوئے شیخ ربیع المدخلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ رب العالمین امام ذہبی پر رحمتیں نازل فرمائے، اگر امام ذہبی شیخ مودودی، سید قطب اور یوسف قرضاوی وغیرہم کی کتابوں میں باطل عقائد و نظریات کی ترویج، راہ حق سے انحراف، بدعت اور اہل بدعت کا دفاع اور ان کی نصرت وتائید، بعض انبیاء اور صحابہ کرام پر سب و شتم، وحدت الوجود، صوفیت، اعتزال، خارجیت، تکفیر اور دیگر گمراہیاں دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ [منهج أهل السنة والجماعة فى نقد الكتب والرجال والطوائف (ص: ١٣٥- ١٣٦)]-

اہل بدعت سے استفادہ کی ممانعت پر اجماع امت سے دلیل:

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ((قد مضت الصحابة والتابعون وأتباعهم وعلماء السنة على هذا، مجمعين متفقين على معاداة أهل البدع ومهاجرتهم)).

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین عظام، تبع تابعین اور اہل سنت والجماعۃ کے تمام علماء کا اہل بدعت کے تئیں بغض وعداوت اور ان سے قطع تعلقی پر اتفاق ہے۔[شرح السنة(227/)]۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:((كان السلف ينهون عن مجالسة أهل البدع، والنظر في كتبهم، والاستماع لكلامهم)).

سلف صالحین اہل بدعت کی ہم نشینی سے، ان کی کتابوں کو پڑھنے سے اور ان کی گفتگو سننے منع کیا کرتے تھے۔

یاد رہے کہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے پورے سلف صالحین کا یہ موقف نقل کیا ہے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سب سے پہلے شامل ہیں، اور اگر اس مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو ابن قدامہ یا بغوی رحمہما اللہ ضرور نقل کرتے۔

علامہ صدیق حسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سنت یہی ہے کہ روافض، خوارج، جہمیہ، قدریہ، مرجئہ، کرامیہ اور معتزلہ جیسے بدعتیوں اور گمراہ فرقوں کو چھوڑ کر ان سے دوری اختیار کی جائے، ان سے بحث و مناظرہ سے پرہیز کیا جائے، نہ ان کی کتابوں کو پڑھا جائے اور نہ ہی ان کی باتوں کو سنا جائے... [قطف الثمر (ص: ١٤٤)]

ایک جگہ فرماتے ہیں: بدعت و گمراہی کے دعات سے دوری اختیار کرنا اہل سنت والجماعت کا متفق علیہ عقیدہ ہے- [قطف الثمر (ص: ١٤٠)]

اہل بدعت سے اور ان کی کتابوں سے ممانعت کا سبب:

ابن بطہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کوئی اس خوش فہمی میں نہ رہے کہ وہ عالم ہے اور صحیح العقیدہ ہے تو اہل بدعت کی مجلسوں میں اٹھنے بیٹھنے سے اس پر کوئی اثر نہیں ہوگا.. میں نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ اہل بدعت کے خلاف بڑے شدید تھے، ان پر نکیر اور رد کرنے کیلئے ان کی مجلسوں میں گئے، پھر ان بدعتیوں کے شبہات میں ایسے پھنسے کہ انہی کے ہو کر رہ گئے..[الإبانة الكبرى (٢/ ٤٦٩)]

ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: بدعتیوں سے علم حاصل کرنے میں دو خرابیاں ہیں:

1-اغتراره بنفسه فيحسب أنه على حق. وہ بدعتی عجبِ نفس میں مبتلا ہو جائے گا اور یہ سمجھے گا کہ وہ حق پر ہے۔

2-اغترار الناس به. اور دوسری خرابی یہ ہوگی کہ لوگ اس سے دھوکے میں پڑ جائیں گے۔ [شرح حلية طالب علم (ص ١٣٨)]

یعنی جب عام لوگ دیکھیں گے کہ علما اور طلبہ علم ان بدعتیوں سے علم حاصل کر رہے ہیں تو وہ اس دھوکے میں پڑ جائیں گے کہ یہ بدعتی حق پر ہیں، کیوں کہ اگر وہ حق پر نہیں ہوتے تو یہ حق پرست علماء ان سے علم حاصل کیوں کرتے ہیں یا ان سے علم حاصل کرنے کی تلقین کیوں کرتے؟ عوام کو تو حق و باطل کے درمیان تمیز بالکل بھی نہیں ہوتی ہے، وہ اپنے علماء کی تقریر و تحریر اور ان کے تعامل و تصرف سے ہی سیکھتے ہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اہل بدعت کی کتابوں سے دور رہنا چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کتاب کے مطالعہ کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو جائے، اور بدعتیوں کے کتابوں کی لوگوں کے درمیان ترویج واشاعت بھی نہ کی جائے، ان کتابوں میں گمراہی ہوتی اور گمراہی کی جگہوں سے دور رہنا واجب ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم نے دجال کے بارے میں بتاتے ہوئے فرمایا:((من سمع به فلينأ عنه فوالله إن الرجل ليأتيه وهو يحسب أنه مؤمن فيتبعه مما يبعث به من الشبهات)) رواه أبو داود قال الألباني: وإسناده صحيح.

مفہومِ حدیث: جو دجال کے آنے کی خبر سنے وہ اس سے دور رہے، اس کے قریب نہ جائے، اللہ کی قسم ایک آدمی اپنے آپ کو مؤمن سمجھے گا اور اس کے پاس مقابلہ کرنے کے لیے جائے گا، لیکن دجال اس کو اپنے شبہات میں ایسا الجھائے گا کہ وہ اسی کا پیروکار بن کر رہ جائے گا۔

(اس لئے جن کتابوں میں بدعت وضلالت ہے اس سے دور رہنا چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی اپنے آپ کو بڑا دقاق سمجھ کر ان کتابوں کا مطالعہ کرنا شروع کرے اور کہے کہ میں تو خذ ماصفا ودع ماکدر پر عمل کروں گا، اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ اس فکر سے ایسا متاثر ہوا کہ خود اس کو بھی پتہ نہیں چلا)

لیکن اگر اہل بدعت پر رد کرنے کے لیے ان کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو ان پر رد کرنے کے لیے ان کی کتابوں کو پڑھ سکتے ہیں، لیکن یاد رہے کہ اہل بدعت پر رد کرنے کے لیے ان کی کتابوں کو پڑھنے کی اجازت صرف اسی کو ہو گی جو علمی طور پر پختہ ہو اور عقیدہ صحیحہ کا علم رکھتا ہو، اور بدعتیوں پر رد کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہو، بصورتِ دیگر ان کی کتابوں کو پڑھنا جائز نہیں. [مجموع فتاوى ورسائل فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين رحمه الله (٥/٨٩)]

شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب جس اصول کو "خود ساختہ" غلط، برہمنیت زدہ یا بد تمیزی قرار دے رہے ہیں سطور بالا میں کتاب و سنت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں وہی اصول سلفیت ہے، بلکہ اس اصول پر اجماع ہے جیسا کہ امام بغوی اور امام ابن قدامہ رحمہا اللہ نے کہا ہے۔

کیا سلف صالحین کے ذکر کردہ اقوال "برہمنیت زدہ" ہیں؟

امید ہے کہ شیخ کا جواب نا میں ہو گا، یہی شیخ سے حسن ظن ہے۔ ممکن ہے کہ شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب کو شیخ عبد السلام عمری کے دیگر مضامین کا علم نہ ہو اس لئے انہوں نے ایسا کہا ہو، اس لئے بتاتا چلوں کہ شیخ عبد السلام عمری نے شیخ وحید الدین خان، شیخ مودودی اور سید قطب جیسے لوگوں سے استفادہ کی بات کر رہے ہیں، اور جب ان سے استفادہ سے روکا گیا تو انہوں نے سلفیت کو برہمنیت زدہ کہہ دیا، کیا اس کے بعد بھی شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب سلفیت کو برہمنیت زدہ کہنے کی تائید کریں گے؟

شیخ عبد الباری سے سوال ہے کہ کیا شیخ مودودی جیسے منکر سنت اور رافضیت نواز ، شیخ وحید الدین جیسے گمراہ، اور سید قطب جیسے شاتم صحابہ سے استفادہ کرنے سے منع کرنا واقعی غلط ہے اور ایسی سلفیت جو ان گمراہ اور بدعتیوں کو سننے اور پڑھنے سے روکے وہ یقینا برہمنیت زدہ ہے ؟۔

مضمون پر شیخ رطب اللسان ہیں کہ واہ کیا مطلع آدمی ہے، کیا گہرا علم ہے !

اگر علم کی گہرائی و گیرائی کا یہی معیار ہے تب تو شیخ کو اپنے ادارے میں بدعتی اساتذہ مقرر کرنا چاہیے، گمراہ کن شخصیات سے استفادہ کی راہ ہموار کرنے کے لیے ان کی کتابوں کو داخل نصاب کرنا چاہیے تاکہ ادارے کی اگلی نسل شیخ مودودی اور وحید الدین خان جیسی معتدل مزاج پیدا ہو۔

شیخ عبد الباری فتح اللہ نے اہل بدعت کی کتابوں سے استفادہ کے سلسلے میں جس بے ضابطگی کا مظاہرہ کیا ہے، وہ آپ کو ورطہ حیرت میں ڈال دے گی۔

اہل بدعت کی کتابوں سے استفادہ کے سلسلے میں اہل علم کے بیان کردہ ضوابط :

اہل بدعت کی کتابوں سے استفادہ کے سلسلے میں اہل علم کے یہاں کیا ضابطے ہیں اسے سمجھنا ضروری ہے تاکہ شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب کے فتوے اور دیگر اہل علم کے موقف میں آپ کو فرق نظر آسکے۔

اولا- اگر اہل بدعت کی کتابوں میں صرف ضلالت و گمراہی، بدعات و خرافات، بدعقیدگی، ہوا پرستی، نصوصِ شرعیہ اور اہل سنت والجماعت کے اصول کی مخالفت ہو تو سلف صالحین ایسی کتابوں سے استفادہ کرنے سے منع کرتے ہیں، اور اس سے دور رہنے کی تلقین کی ہے، بلکہ بعض سلف نے ان کی کتابوں کو پھاڑنے یا جلانے کا بھی حکم دیا ہے، تاکہ لوگ ان افکار سے محفوظ رہیں۔

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: وكل هذه الكتب المتضمنة لمخالفة الكتاب والسنَّة غير مأذون فيها، بل مأذون في محقها وإتلافها، وما على الأمة أضر منها، وقد حرَّق الصحابة – رضي الله عنهم – جميع المصاحف المخالفة لمصحف عثمان، لما خافوا على الأمة من الاختلاف، فكيف لو رأوا أكثر هذه الكتب التي أوقعت الخلاف والتفرق بين الأمة؟.

ترجمہ: جو کتابیں سنت کے مخالف ہوں ان تمام کو برباد کردیا جائے، کیوں کہ ملت اسلامیہ کیلئے ان کتابوں سے زیادہ نقصان دہ کوئی چیز نہیں،اس لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ان تمام مصاحف کو جلا دیا تھا جو مصحف عثمانی سے مختلف تھاتا کہ امت اختلاف کا شکار نہ ہو جائے،اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کتابوں کو دیکھ لیتے جو امت کے اتحاد و اتفاق کے شیرازہ کو بکھیر رہی ہے اور ان کے درمیان اختلاف وانتشار کا سبب بن رہی ہے تو کیا کرتے؟

محمد بن زید المستملي کہتے ہیں کہ امام احمد رحمہ اللہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ کیا میں اہل رائے کی کتابوں سے نقل کر سکتا ہوں؟ تو امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں،ایسا نہ کرو،اس شخص نے کہا کہ ابن مبارک رحمہ اللہ تو ایسا کرتے ہیں،تو امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابن مبارک آسمان سے نہیں اترے ہیں، ہمیں صرف اوپر کا علم لینے کا حکم دیا گیا ہے،یعنی جو عرش والے نے نازل کیا ہے کتاب وسنت کی شکل میں۔

معلوم یہ ہوا کہ جھوٹ اور بدعات پر مشتمل کتابوں کو برباد کرنا یا جلادینا واجب ہے،کیوں کہ جتنا نقصان امت محمدیہ کو اہل بدعت کی کتابوں سے ہوا ہے اتنا نقصان تو آلات لہو ولعب اور موسیقی سے بھی نہیں ہوا ہے".الطرق الحكمية في السياسة الشرعية،(711/2).

ثانیاً: اب رہی بات کہ چند کتابیں ایسی ہیں جو علماء کے نزدیک معتمد علیہ کتابوں میں سے ہیں، لیکن ان کے مؤلفین کے یہاں کچھ بدعتیں پائی جاتی ہیں،ایسی کتابوں سے استفادہ کرنے کا ضابطہ یہ ہے کہ جو

شخص علومِ شرعیہ کے زیور سے آراستہ ہو، حق و باطل اور ہدایت و گمراہی کے درمیان تفریق کرنے کا ملکہ رکھتا ہو، عقیدہ صحیحہ کے ساتھ فرق باطلہ کے گمراہ کن عقائد کی جانکاری ہو اگر ایسے شخص کو مذکورہ کتابوں سے استفادہ کی ضرورت پیش آجائے، جیسے اس میں سے کچھ حق باتیں نقل کرنا ہو، یا پھر اس کتاب پر رد کرنا ہو، اور اس میں موجود بدعات و خرافات کو طشت از بام کرنا مقصود ہو، تو مذکورہ صفات کے حاملین بلا شبہ ان کتابوں کو پڑھ سکتے ہیں۔

لیکن اگر کسی کے پاس حق و باطل کے مابین تمیز کرنے کی اہلیت نہ ہو تو اس کیلئے ان کتابوں کا مطالعہ صحیح نہیں ہے، اس کے لئے ان کتابوں سے دوری میں ہی عافیت ہے۔

یہاں ایک بات سمجھنا از حد ضروری ہے کہ ہم ان علماء کی کتابوں سے استفادہ کرنے کی بات کر رہے ہیں جنہوں نے شرعی علوم وفنون میں سے کسی فن کی خدمت کی ہو اور اس میں مہارت رکھتے ہوں، لیکن عقیدے کے بعض مسائل میں ان سے لغزش ہوئی ہو، جیسے امام سیوطی رحمہ اللہ وغیرہم۔

سیوطی رحمہ اللہ علوم حدیث کے ماہرین میں سے ہیں، اور انہوں نے باضابطہ اس فن کی خدمت کی ہے، اسی طرح سے وہ تمام علماء جنہوں نے علوم شرعیہ کی خدمت کی ہو لیکن عقیدے کے بعض مسائل میں ان سے خطاء ہوئی ہو ان سے مذکورہ شروط وضوابط کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف اسی فن میں ان کی کتب سے استفادہ کیا جاسکتا ہے جس میں وہ مہارت رکھتے ہوں۔

نیز یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ اگر یہی فوائد جو ان اہل علم کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں دیگر صحیح العقیدہ اہل علم کے یہاں پائے گئے تو پھر ان کی کتابوں سے استفادہ کرنا درست نہیں ہوگا جن کی یہاں عقیدے میں لغزش پائی جاتی ہے۔

البتہ جو کسی فن کا ماہر نہ ہو، بلکہ اسلام میں انہوں نے فتنے برپا کئے ہوں تو ان کی کتابوں سے بالکلیہ استفادہ نہیں کر سکتے، اس لئے آپ دیکھیں گے کہ اہل علم میں سے کوئی بھی ذوالخویصرۃ التمیمی، عبداللہ بن سبا، معبد الجہنی، واصل بن عطاء، عمرو بن عبید، بشر المریسی، ابو منصور ماتریدی، ابن عربی وغیرہم سے کچھ بھی نقل نہیں کرتے، حالانکہ ان میں سے اکثر فرقہ ضالہ و باطلہ کے بانی تھے، فصاحت وبلاغت اور علم کلام کے ماہر تھے، دین اسلام کے نام پر ہی اپنے مقالات وتالیفات نشر کرتے تھے اور کتاب وسنت کا دم بھرتے تھے، لیکن اہل علم نے ان کی طرف التفات ہی نہیں کیا۔

اسی طرح آج کے زمانے میں بھی شیخ مودودی، ڈاکٹر اسرار اور وحید الدین خان جیسے حضرات و صاحبان نے اسلام کے نام پر اپنے مسمومہ افکار و نظریات کو اسلام کا جامہ پہنایا، اور کتاب وسنت کی خدمت کے نام پر ان کی نشر واشاعت کرنے لگے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انکار سنت کا شجر زقوم پھلدار ہونے لگا، خوارج ومعتزلہ اور اشاعرہ وصوفیہ کے عقائد کی نشاۃ ثانیہ ہوئی، تکفیر کا بازار پھر سے گرم ہوا، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وثقاہت کو مشکوک ہوتی نظر آنے لگی۔

بعض لوگ ایسے ہیں جو آج کے زمانے کے ان لوگوں کو امام نووی، سیوطی، ابن حجر رحمہم اللہ وغیرہم پر قیاس کرتے ہیں جو کسی بھی اعتبار سے درست نہیں، بلکہ اس قیاس پر یہ مقولہ صادق آتا ہے، کہاں راجہ بھوج کہاں گنگو تیلی، کیوں کہ جس طرح امام نووی، ابن حجر اور سیوطی رحمہم اللہ وغیرہ نے علوم حدیث کی خدمت کی ہے اس سے کہیں زیادہ آج کے زمانے کے علم کے دعویداروں نے سنت کے تعلق سے لوگوں کو بدظن کیا ہے، اور اس کی حجیت میں تشکیک پیدا کی ہے۔

مذکورہ بالا اشخاص کی تالیفات کے سلسلے میں بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان میں سے حق لے لو اور جو باطل ہے اس کو چھوڑ دو، کیوں کہ ان کے یہاں جو کچھ بظاہر حق نظر بھی آتا ہے اس پر باطل کا گرہن لگا ہوتا ہے، نیز ان کے یہاں ملاوٹ کے ساتھ جو حق موجود ہے وہی حق خالص صورت میں صحیح العقیدہ علماء

کے پاس بدرجہ اکمل واتم موجود ہے، تو پھر ہمیں ان کے یہاں سے زہر آلودہ حق لینے کے بجائے صاف وشفاف حق سلفی علماء کے پاس سے لیناچاہئے۔

اس لئے مذکورہ اشخاص کے شبہات وتلبیسات سے مسلمانوں کے عقیدہ،افکاراور منہج کی حفاظت کی خاطر ان کی کتابوں سے بالکلیہ تحذیر کرنا،اوران سے دور رہنے کی تلقین کرنانہایت ضروری ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں: شیخ مودودی، وحید الدین خان، ڈاکٹر اسرار، علی مرزااور طارق مسعود جیسے لوگ بھی معاشرے کی غلط باتوں پر رد کرتے ہیں،اہل باطل کے شبہات کا جواب دیتے ہیں،اہل حدیثوں کی تعریف کرتے ہیں، پھر ہم ان کی کتابوں کا مطالعہ کیوں نہیں کر سکتے ؟ان کی تقریریں کیوں نہیں سن سکتے ؟

اگر آپ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں گے تو معلوم ہو گا کہ معتزلہ نے روافض ومرجئہ پر کافی رد کیا ہے، اشاعرہ نے معتزلہ پر خوب رد کیا ہے، اس کے باوجود علماے کرام ان کی کتابوں کو پڑھنے سے منع کرتے ہیں، کیونکہ وہ دوسروں پر رد کرکے خود کو حق پرست ثابت کرتا ہے حالانکہ کہ وہ خود بدعت کا پرچارک اوراس کی تشہیر کرنے والا ہوتا ہے،اور عوام اس کی بدعت کو یہ کہہ کر قبول کرلیتی ہے کہ یہ تو حق پرست ہے اس لئے تواس نے فلاں اور فلاں پر رد کیا ہے، مثال کے طور پر معتزلہ ملحدین اور فلاسفہ پر کافی رد کرتے ہیں، لیکن خود انہوں نے دین کا حلیہ بگاڑ رکھا ہے،اس لئے ان پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ مروان بن محمد الطاطري رحمہ اللہ فرماتے ہیں، دین کے سلسلے میں تین قسم کے لوگوں پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا: صوفی، قصہ گو اور ایسا بدعتی جو اہل بدعت پر رد کرتا ہو.[ترتيب المدارك للقاضي عياض (٣/٢٢٦)].

مزید یہ کہ مذکورہ بالا شخصیات ایک طرف باطل پر رد کرتے ہیں اور دوسری طرف باطل کی نشر و اشاعت میں سر گرم بھی رہتے ہیں، چنانچہ ان میں سے کوئی صحابہ کرام کے خلاف لوگوں کے ذہن گھول رہا ہوتا ہے، کوئی تقلید کے نام پر انکار سنت کے راستے ہموار کر رہا ہوتا ہے، کوئی جدیدیت کے نام پر رفض و اعتزال کو فروغ دے رہا ہوتا ہے، کوئی جذباتیت کے پردے تکفیری اور خارجی سوچ کو رواج دے رہا ہوتا ہے، اور یہ تمام الحاد کے دروازے ہیں، ملحدین پر رد کر کے مسلمانوں کے لئے دانستہ یا نادانستہ طور پر الحاد کے دروازے کھولنا کون سی دین کی خدمت ہے؟

ذیل میں ایک مثال سے سمجھیں کہ ایک بدعتی اپنی بدعت کو کس قدر فصاحت و بلاغت سے بین السطور داخل کر دیتا ہے کہ قاری کو اس کی ذرا سی بھنک تک نہیں لگتی۔

ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: الكشاف لأبي القاسم الزمخشري كتاب معروف متداول، وهو جيد في اللغة والبلاغة، لكنه على أصول المعتزلة مثل ما قال الشيخ، ولا تكاد تعرف كلامه في ذلك إلا إذا كان عندك علم بمذهب المعتزلة ومذهب أهل السنة والجماعة؛ لأنه رجل جيد وبليغ، يدخل عليك الشيء وأنت لا تشعر به، حتى كأنك تظن أن هذا هو الكلام الصحيح السداد، لكن فيه بلاء، فمثلا: قال: (فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ) (آل عمران: ١٨٥) ، قال أي: فوز أعظم من دخول الجنة والنجاة من النار؟ ! وهذا كلام طيب. لكنه يريد نفي رؤية الله عز وجل؛ لأن رؤية الله عز وجل أعلى شيء، كما قال تعالى: (لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ) (يونس: ٢٦) ، فأنت إذا قرأت هذا الكلام فستجده صحيحاً، فليس هناك فوز أعظم من دخول الجنة والنجاة من النار، ولن تدري أن هذا الرجل يشير إلى أنه لا رؤية، وأن الله لا يرى.

مفہوم: زمخشری فصیح اللسان اور بلیغ الکلام ہیں، اپنی بدعقیدگی کو ایسے خفیہ طور پر پیش کرتے ہیں کہ کسی کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا، بلکہ سمجھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ یہی بات درست اور عین صواب ہے،

حالانکہ اس کے اندر گمراہی کا آتش فشاں چھپا ہوتا ہے، مثال کے طور پر اللہ رب العالمین نے فرمایا: ((فمن زحزح عن النار وأدخل الجنة فقد فاز)). ترجمہ: جو جہنم سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا یقیناوہ کامیاب ہو گیا۔

زمخشری اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ: "جہنم سے نجات اور جنت میں داخلہ سے بڑھ کر اور کون سی کامیابی ہو سکتی ہے؟ یعنی سب عظیم کامیابی جنت کا حصول اور جہنم سے نجات ہے۔

زمخشری کا یہ کلام بہت عمدہ ہے، لیکن اس عمدہ کلام کے ذریعہ سے وہ دراصل دیدارِ الٰہی کا انکار کرنا چاہتے ہیں، کیوں جنت سے بھی عظیم نعمت اور کامیابی اللہ کا دیدار ہے، اور معتزلہ اللہ کے دیدار کو مانتے ہی نہیں ہیں. شرح مقدمة التفسير لشيخ الإسلام بن تيمية (١/ ١٠١).

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ومن هؤلاء من يكون حسن العبارة فصيحا ويدس البدع في كلامه وأكثر الناس لا يعلمون كصاحب الكشاف ونحوه حتى إنه يروج على خلق كثير ممن لا يعتقد الباطل من تفاسيرهم الباطلة ما شاء الله.

ترجمہ: اہل بدعت میں سے بعض لوگ فصاحت وبلاغت میں مہارت تامہ رکھتے ہیں، چنانچہ اپنے کلام میں بدعت کی آمیزش اس انداز سے کرتے ہیں کے اکثر لوگ اس کا احساس ہی نہیں کر پاتے، جیسے زمخشری وغیرہ. مجموع الفتاوی (358/13)۔

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: بعض نوجوانوں کا تعامل دیکھ کر مجھے بڑا تعجب ہوتا ہے، جہاں کوئی فصیح اللسان، بلیغ الکلام دیکھتے ہیں ان کی باتوں کو سننے لگتے ہیں اور ان سے متاثر ہونے لگتے ہیں، حالانکہ یہ صحیح نہیں، سلف اہل بدعت کی مجلس میں جانے سے روکتے تھے، بلکہ اس مسئلہ میں سلف بہت

سختی کیا کرتے تھے،اوران کی یہ سختی مجھے بہت پسند ہے،اور سب سے زیادہ تعجب تواس بات میں ہیں کہ وہ خوداپنے آپ پر بدعت سے خوف کھاتے تھے۔

https://ia800209.us.archive.org/28/items/TaamolMaaMobtadie25/taamol%20maa%20mobtadie%20%2815%29.mp3

بعض حضرات "خذ ماصفاودع ماکدر" پر عمل کرنے کا مشورہ دیتے ہیں، یعنی ان کتابوں میں جو اچھی باتیں ہیں انہیں لے لو اور جو باتیں مخالف شریعت ہیں انہیں چھوڑ دو.

محترم قارئین، عوام الناس یا نچلے درجہ کے طالب کو ایسا مشورہ دینا بالکل خطرہ سے خالی نہیں، کیوں کہ ایسے لوگوں کے پاس تو حق و باطل کے مابین تمیز کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی تو اس قاعدہ پر عمل کیسے کریں گے ؟

مثال کے طور پر یوں سمجھ لیں کہ مذکورہ مشورہ دینے والے نے سونے کی دکان کھول رکھی ہے جس میں اصلی سونا، نقلی سونااور تھوڑے سے پیتل کا کاروبار چلاتا ہے،بس مشکل یہ ہے کہ وہ دونوں قسم کے سونااور پیتل کو ایک ساتھ ملا کر لوگوں کے سامنے رکھ دیتا ہے،اب لوگ اسے سونا ہی سمجھ کر اس کا بھاؤ کرتے ہیں، کوئی کم علم ان پر جب اعتراض کرتا ہے کہ بھائی ایسالگ رہا ہے کہ اس میں ملاوٹ ہے، تو یہ طالبِ علم کہتا ہے کہ بھائی جو اصلی سونا ہے وہ لے لو اور جو نقلی سونا یا پیتل ہے اسے چھوڑ دو، اب بیچارا خریدار اس شش وپنج میں مبتلا ہے کہ مجھے جب اصلی سونے کی پرکھ نہیں تو میں نقلی سونااور پیتل کی پہچان کیسے کروں؟

صفا و کدر کا نعرہ لگا کر سلفیوں کو اہل بدعت کی کتاب پڑھنے کی ترغیب دینا بالکل ویسے ہی جیسے کوئی شہد میں زہر ملا کر دے اور کہے کہ اللہ رب العالمین نے شہد میں شفا رکھی ہے، تم کو شہد سے مطلب ہونا چاہیے زہر سے نہیں۔

آخر وہ کون سا ایسا موضوع جس پر سلف نے اور منہجِ سلف کے پیروکاروں نے سیر حاصل بحث نہ کی ہو کہ ہمیں ایک خارجی و معتزلی فکر کے حامل سے اس کو سمجھنے کی ضرورت پڑ گئی؟[۲]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے فتنے کی پیشن گوئی کی ہے جس کا ظہور ان دعات کی شکل میں ہوگا جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے، وہ ہم میں سے ہی ہوں گے اور ہماری زبان ہی بولیں گے، اپنی باتوں کو اسلام کے نام پر ہی پیش کریں گے، ان کی باتیں اوپر سے بڑی سنہری ہوں گی لیکن اندر سے ہلاکت و گمراہی کا ذخیرہ ہوں گی، جس طرح راکھ اوپر سے ٹھنڈی ہوتی ہے لیکن اس کے اندر چھپی ہوئی چنگاری بڑا دھماکا کر سکتی ہے۔

---

(2) اس مقام پر ایک اور تنبیہ نہایت ضروری ہے کہ جو لوگ اہل بدعت کی کتابوں کے پڑھنے کو جائز سمجھتے ہیں وہ اس کے جواز کا فتویٰ عوام میں بانٹتے ہیں۔ اب سے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ اگر ان کے نزدیک اہل بدعت کی کتابوں سے استفادہ کرنا علی الاطلاق اور عوام و غیر عوام سب کے لیے جائز ہے تو اس کی صراحت واضح لفظوں میں کر دیں، بصورت دیگر ان پر واجب ہے کہ جس طرح ہم نے اصل بیان کرنے کے بعد اس باب میں استثناء ذکر کیا ہے اسی طرح وہ بھی اصل بیان کریں پھر استثناء ذکر کریں۔
دوسری بات یہ کہ آپ اس قسم کے لوگوں کو سلفی علما کی کتابیں پڑھنے کی تلقین کرتے ہوئے نہیں پائیں گے، لیکن اکثر و بیشتر ان کی زبان سے اہل بدعت اور ان کی کتابوں کی تعریف سنیں گے۔ گویا ایسا لگتا ہے کہ سلفی علما کی کتابیں فائدہ سے خالی ہیں اور تمام خیر اور بھلائیاں اہل بدعت نے اپنی کتابوں میں جمع کر دی ہیں۔

غیرت مند مسلمان بھائیو! منہجِ سلف کو خود ساختہ افکار کے حاملین کے سپرد کرنے سے بچیں، اور کسی کی بھی بات قبول کرنے سے قبل دیکھیں کہ وہ منہجِ سلف صالحین کے مطابق اپنی بات پیش کر رہا ہے یا اس سے ہٹ کر۔

امام ذہبی رحمہ اللہ چند بدعتیوں کی کتابوں کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ان کتابوں سے سختی سے بچو، اہل بدعت کے شبہات وضلالت سے دوری اختیار کرو اور اپنے دین کی حفاظت کرو، اگر تم نے ان سے دوری اختیار نہیں کی تو تم اس گمراہی کا شکار ہو کر اس کے دلدل میں جا گروگے، چنانچہ جو شخص اخروی نجات اور کامیابی کا طالب ہے، وہ کثرت سے اللہ رب العالمین کی بندگی کرے، اللہ کے حضور مسلسل فریاد اور دعا کرتا رہے اور گڑ گڑاتا رہے کہ رب العالمین اسے اسلام پر ثابت قدم رکھے، اور صحابہ کرام اور تابعین عظام کے راستے پر چلتے ہوئے اسے موت آئے. سير أعلام النبلاء (١٩/٣٢٨-٣٢٩).

اہل بدعت کی کتابوں سے استفادہ کے جواز کیلئے سیر اعلام النبلاء جیسی کتابوں سے استفادہ کرنے کی حقیقت:

شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب مزید فرماتے ہیں: "سیر أعلام النبلاء' پوری بھری پڑی ہے کہ اس کے اندر جتنے بڑے بڑے (بدعتی) علماء ہیں سب کے بارے میں 'أحد الزمان'، 'فرید الأقران'، 'الإمام'... پتہ نہیں کیا کیا لکھا ہوا ہے".

گویا شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب نے اہل بدعت سے استفادہ کو جو جائز قرار دیا ہے اس کی دلیل امام ذہبی رحمہ اللہ کا سیر اعلام النبلاء میں بعض اہل بدعت کو بڑے بڑے القاب و آداب سے نوازنا ہے، اس استدلال پر بڑی حیرانی ہوئی، یا تو شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب امام ذہبی کے اس کتاب کے منہج کو نہیں جانتے یا پھر وہ تغافل کا شکار ہیں، کیونکہ جو شبہ شیخ صاحب کے نئے اجتہاد کا ثمرہ ہے **دراصل یہ اخوانی اور**

بدعتیوں کا شبہ ہے، یہ ہم نہیں کہتے، بلکہ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ذیل میں علامہ البانی رحمہ اللہ کا کلام اختصار کے ساتھ آپ قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اور ساتھ میں مکمل آڈیو کا لنک بھی شئر کر رہا ہوں:

شیخ البانی رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا: شیخ جو لوگ بدعتیوں کی برائیوں کے ساتھ خوبیوں کے تذکرے کے قائل ہیں وہ اپنے موقف پر بعض علمائے کرام کی کتاب اور کلام سے استدلال کرتے ہیں، جیسے ائمہ حدیث کا شیعہ کے بارے میں یہ فرمانا کہ: "فلاں شخص حدیث میں ثقہ ہے، لیکن خبیث رافضی ہے"۔ وہ ایسے چند واقعات سے دلیل لے کر پورا قاعدہ بنانا چاہتے ہیں، اور ان ہزاروں نصوص کو نظر انداز کر دیتے ہیں جن میں محدثین نے بلا جھجھک صرف "کذاب" (جھوٹا)، "متروک"، یا "خبیث" کہا ہے؟

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بدعتیوں کا طریقہ کار ہے، جب علمِ حدیث کا کوئی عالم کسی نیک انسان، عالم یا فقیہ کے بارے میں بات کرتا ہے اور کہتا ہے کہ "وہ سوءالحفظ (خراب حافظے والا) ہے"، تو کیا وہ ساتھ یہ بھی وضاحت کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہے، صالح ہے، فقیہ ہے اور شرعی احکام کا استنباط کرنے کے لیے اس کی طرف رجوع کیا جائے گا! اللہ اکبر، حقیقت یہ ہے کہ یہ معاملہ بہت اہم ہے۔

لوگ یہ بات کس بنیاد پر کہتے ہیں کہ جب کسی (بدعتی) کی غلطی سے تحذیر کی جائے تو یہ لازمی ہو جاتا ہے کہ شروع سے آخر تک اس کی نیکیوں اور محاسن کی فہرست گنوائی جائے! اللہ اکبر، واللہ یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔

سائل پھر سے کہتا ہے، شیخ: وہ کچھ اور کتابوں کا بھی حوالہ دیتے ہیں، جیسے علامہ ذہبی رحمہ اللہ کی کتاب "سیر أعلام النبلاء" وغیرہ کے اقوال، کیا ان اقوال کو اس صورت پر محمول کیا جا سکتا ہے کہ اس شخص کے پاس ایسا علم یا فوائد ہوں جن کی مسلمانوں کو ضرورت ہو، جیسے حدیث کا علم؟

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جناب یہ سوانح اور شخصیت کے تعارف کا باب ہے، یہ "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کا مقام نہیں ہے، یعنی جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے تو اسے بدل دے"، تو کیا آپ برائی کرنے والے کی برائی پر تنقید کرتے وقت اس کی نیکیاں بیان کرنے بیٹھ جاتے ہیں!

سائل نے پھر کہا: شیخ.....ان کا ایک عجیب استدلال یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں: اللہ عزوجل نے جب شراب کا ذکر فرمایا تو اس کے فوائد بھی تو بیان فرمائے؟!

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ اکبر! یہ لوگ فتنے کی تلاش اور من مانی تاویل کے لیے متشابہات کا سہارا لیتے ہیں، سبحان اللہ! مجھے لگتا ہے کہ ان کے پاس ایسی باتیں ہیں جو ہمارے یہاں بالکل نہیں۔

https://www.al-albany.com/audios/content/12473/%D9%87%D9%84-%D9%8A%D8%B4%D8%AA%D8%B1%D8%B7-%D8%B0%D9%83%D8%B1-%D8%AD%D8%B3%D9%86%D8%A7%D8%AA-%D8%A7%D9%84%D8%B1%D8%AC%D9%84-%D8%B9%D9%86%D8%AF-%D8%A7%D9%84%D8%B1%D8%AF-%D8%B9%D9%84%D9%8A%D9%87

شیخ البانی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: اگر کسی شخص کی سوانح لکھنا مقصود ہو، تو یہاں اس کی تمام خوبیوں اور خامیوں، یعنی خیر و شر دونوں کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر مقصد کسی بدعتی شخص سے عوام الناس کو خبردار کرنا ہو تو جنہیں اس بابت (جرح و تعدیل کے متعلق) کچھ علم نہیں، نیز جس شخص سے خبردار کیا جارہا ہو وہ لوگوں کے درمیان علمی شخصیت کے طور پر معروف و مشہور ہو اور عوام الناس کے درمیان مقبول بھی ہو، اور اس شخص کی خرابیوں اور بدعت کے بارے میں لوگوں کو کچھ معلوم بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں موازنہ بین الحسنات والسیئات والی بدعت پر عمل کرنا بالکل بھی درست نہیں، کیونکہ یہ مقام نصیحت و خیر خواہی ہے سوانح نویسی کا کا مقام نہیں۔

شیخ البانی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: اخیر میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ: جن لوگوں نے "موازنات" کی یہ بدعت گھڑی ہے، وہ بلاشبہ قرآن و سنت اور سلف صالحین کے منہج کی مخالفت کر رہے ہیں....

شیخ البانی رحمہ اللہ کے فتوی کا مفہومی ترجمہ اختصار کے ساتھ کیا گیا ہے، تفصیل کیلئے اس لنک میں: https://youtu.be/w-r37KheuMk?si=VGe2o_6ZkrqibXsY

خلاصہ کلام یہ کہ سیر اعلام النبلاء میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا مقصد صرف سوانح لکھنا تھا جس میں ایک شخص کے خیر و شر دونوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے، یہ کتاب جرح و تعدیل کی کتاب نہیں کہ امام ذہبی رحمہ اللہ کے کلام سے بدعتیوں کی تعریف اور اس سے استفادے پر استدلال کریں گے اور ان بدعتیوں کا مقام و مرتبہ طے کریں گے، اگر شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب نے اس مسئلہ میں شیخ البانی رحمہ اللہ کو ڈھنگ سے پڑھا اور سنا ہوتا تو انہیں ذاتی اور بے جا اجتہاد کی ضرورت نہیں پڑتی۔

شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتا چلوں کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے سیر اعلام النبلاء میں:

واصل بن عطاء کو "البلیغ" کہا ہے، اور پھر رأس الاعتزال بھی کہا ہے. "السیر "(464/5)۔

عمرو بن عبید معتزلی کو "الزاہد"، "العابد" کہا ہے۔ "السیر "(106/6)۔

ابن عربی زندیق کو "العلامۃ" "صاحب التوالیف الکثیرۃ" کہا ہے. "السیر "(48/23)۔

بشر المریسی کو "المناظر "البارع، من کبار الفقہاء کہا ہے۔ "السیر "(199/10)۔

شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب نے امام ذہبی کے طریقہ کار سے اہل بدعت سے استفادہ کے جواز کا جو اصول وضع کیا ہے اس کی روشنی میں ان کو چاہیے کہ وہ عمرو بن عبید المعتزلی سے زہد وعبادت کے باب میں استفادہ کریں، کیونکہ امام ذہبی انہیں زاہد وعابد کہا ہے، اور ابن عربی زندیق کی کتابوں کو اپنے سینے سے لگا کر خوب فائدہ اٹھائیں کیونکہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے انہیں علامہ کہا اور بڑا مصنف بتایا ہے، اور بشر المریسی معتزلی ضال مضل سے فقاہت سیکھیں کیوں کہ امام ذہبی نے انہیں بڑا فقیہ گردانا ہے۔

کوئی بعید نہیں کہ شیخ صاحب ان گمراہوں اور بدعتیوں کے ائمہ استفادہ کا فتوی بھی نشر فرمادیں، کیونکہ شیخ کہتے ہیں کہ بدعتیوں کی کتابوں سے استفادہ سے منع کرنا بلکل غلط ہے، تشدد ہے اور برہمنیت زدہ سلفیت کی علامت ہے۔

یہ رد تو شیخ کے صرف طرز استدلال کی حقیقت کو بیان کرنے کیلئے تھا، اب شیخ نے اپنے فرمودات میں کہاں کہاں خلل اور مغالطہ ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب نے امام ذہبی کی کتاب سیر اعلام النبلاء کی بات کی ہے تو میں آپ قارئین کی خدمت میں چند باتیں عرض کرتا چلوں تاکہ شیخ کے مغالطے پر شرح صدر ہو سکے۔

پہلی بات: سیر اعلام النبلاء ایسی کتاب ہے جس میں ہر زمانے کے اپنے اپنے فن میں مشہور شخصیات کی سوانح ترتیب دی گئی ہے چاہے وہ بدعتی ہو یا سنی۔

دوسری بات: امام ذہبی رحمہ اللہ کا طریقہ کار اس کتاب میں یہ ہے کہ جو بدعتی ہوتا ہے اس کی فن اور مہارت کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے القاب و آداب سے نوازتے ہیں لیکن ساتھ میں اس کی گمراہیوں پر رد بھی کرتے ہیں.

تیسری بات: جس بدعتی کو القاب و آداب سے نوازتے ہیں اور اس کے علم و فن کا تذکرہ کرتے ہیں اس بدعتی سے اس فن میں استفادہ کرنے کا حکم یا رہنمائی نہیں کرتے، بلکہ کھل کر اس پر رد کرتے ہیں.

چوتھی بات: شیخ نے جس طرح سیر اعلام النبلاء کا حوالہ دے کر بدعتیوں کے بارے میں امام ذہبی رحمہ کے القاب کا تذکرہ کیا ہے اس سے ایسا لگتا ہے کہ امام ذہبی ایسے بدعتیوں کی صرف تعریف کرتے ہیں جب کہ ایسا بالکل بھی نہیں، ایسا لگتا ہے کہ یہاں شیخ نے اہل سنت کے اصول مالہ وماعلیہ بیان کرنے سے سودا کر لیا ہے، اور یہ تہیہ کر لیا ہے کہ سارے اہل حدیثوں کو اہل بدعت کی کتابوں سے استفادہ کروا کر ہی دم لیں گے، چنانچہ انہوں نے اس بات کا تو تذکرہ کیا ہے کہ امام ذہبی جب اہل بدعت کی سوانح لکھتے ہیں تو انہیں بڑے القاب و آداب سے نوازتے ہیں لیکن اس بات کو شیخ گول کر گئے کہ امام ذہبی اس بدعتی کی سوانح میں اس کی بدعت سے تحذیر بھی کرتے ہیں، **نیز شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب کی طرح امام ذہبی کہیں بھی ایسا نہیں کہتے کہ یہ بدعتی بڑا عالم تھا فاضل تھا اس کی بدعت کو چھوڑ کر اس کے علم و فضل سے استفادہ کرو، زہد و تقوی کے باب میں اس کو نمونہ بناؤ وغیرہ۔**

جن لوگوں کا تذکرہ سیر اعلام النبلاء سے میں نے کیا ہے اور امام ذہبی کی جانب سے نوازے گئے القاب کا ذکر کیا ہے انہیں ہی بطور مثال دیکھ لیں۔

بشر المریسی جسے امام ذہبی نے مناظر، بارع، بڑے فقیہ کے لقب سے نوازا ہے، اسی کو امام ذہبی نے بشر الشر بھی کہا ہے، جہمی بھی کہا ہے، بلکہ جہمیہ کا امام قرار دیا ہے، نیز یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اہل علم اس سے بغض وعداوت رکھتے تھے، اور کئی اہل علم نے اس کی تکفیر کی ہے، اور امام احمد سے نقل کیا ہے کہ بشر کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جاسکتی، اور امام ابن قتیبہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بشر کی تکفیر کی ہے، اور اس کی سوانح کے اخیر میں کہا ہے کہ: ہم بدعت اور اہل بدعت سے براءت کا اظہار کرتے ہیں، اس پورے سوانح میں کہیں یہ موجود نہیں کہ بشر مریسی بڑا فقیہ تھا تو اس سے فقاہت سیکھی جائے، **یہ تو شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب کا ذاتی استنباط اور اپنی فقاہت ہے کہ انہوں نے امام ذہبی کی بعض عبارت سے اہل بدعت سے استفادہ کے جواز پر استدلال کر لیا، اس فقاہت پر جتنا سر دھنا جائے، کم ہوگا۔**

ابن عربی زندیق جو خود کو خدا کہتا تھا، وحدت الوجود کا قائل تھا اسے امام ذہبی نے علامہ اور بڑا مصنف کہا ہے، وسیع علم والا، بیدار مغز شخصیت قرار دیا ہے، شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب جیسی علمی شخصیت کیلئے ابن عربی کے سلسلے میں امام ذہبی کی یہ عبارتیں کسی تریاق سے کم نہیں، بس وہ اسی پر اعتماد کر کے ابن عربی جیسے زندیق سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں، لیکن جب اس کی پوری سوانح امام ذہبی کی کتاب میں پڑھیں گے تو آپ پائیں گے کہ امام ذہبی نے اس کی کتاب فصوص الحکم کے بارے میں کہا ہے کہ اگر اس کتاب میں کفر موجود نہیں تو پھر پوری دنیا میں کہیں کفر موجود نہیں، اور دیگر اہل علم سے نقل کیا ہے کہ ابن عربی بدترین شیخ اور کذاب تھا۔

شیخ عبد الباری فتح اللہ ایسے ہی گمراہ اور بدعتی لوگوں سے استفادہ کرنے کیلئے سلفی طلبہ کو گالیوں سے نوازتے ہیں، انہیں خبیث وبے ہودہ کہتے ہیں۔

اس ضمن میں اہل بدعت سے استفادہ کے تعلق سے امام ذہبی رحمہ اللہ کا موقف بھی ملاحظہ فرمالیں تاکہ شیخ کی غلط بیانی اور یاوہ گوئی کا پردہ چاک ہوسکے، اور ائمہ کرام کے منہج کی وضاحت ہوسکے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا ایک قول نقل کیا ہے کہ: جو شخص جانتے بوجھتے اہل بدعت کی بات سنتا ہے وہ اللہ کی حفاظت سے نکل جاتا ہے، اور اپنے نفس کے حوالے کردیا جاتا ہے۔

امام سفیان ثوری مزید فرماتے ہیں: جو کسی بدعت کے بارے میں سنے وہ اپنے ساتھیوں سے اس کا تذکرہ نہ کرے مبادا اس کے دل میں شکوک وشبہات پیدا ہوجائے۔

ان دونوں اثر کو ذکر کرنے کے بعد امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سلف صالحین کی اکثریت اہل بدعت سے تحذیر کی قائل ہے (یعنی سلف صالحین اہل بدعت کو سننے اور ان کی کتابوں کو پڑھنے سے منع کرتے ہیں) کیوں کہ سلف صالحین یہ جانتے تھے انسانی دل کمزور ہوتا ہے اور شبہات ان کمزور دلوں کو اچک لیتے ہیں۔[سیر اعلام النبلاء (۷/ ۲٦۱)]

ایک جگہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے ابن عقیل حنبلی کا قول نقل کیا ہے، کہتے ہیں: ائمہ حنابلہ یہ چاہتے تھے کہ علما (معتزلی علما مراد ہیں) کی مجلس سے دور رہوں اور ان سے قطع تعلق کرلوں، اور اگر میں ایسا کرلیتا تو علم نافع سے محروم ہوجاتا۔

امام ذہبی رحمہ اللہ ابن عقیل حنبلی کے قول پر تعلیق لگاتے ہوئے فرماتے ہیں: علمائے حنابلہ ابن عقیل کو معتزلہ کی ہم نشینی سے اور ان کی مجلس میں شریک ہونے سے منع کرتے تھے، اور ابن عقیل ان علما کی بات کو نہیں مانتے تھے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابن عقیل حنبلی نے معتزلہ کی راہ اختیار کرلیں اور نصوص کی تاویل کرنے لگے، سیر اعلام النبلاء (۱۹/ ٤٤۷).

آپ غور فرمائیں کہ شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب جس امام ذہبی کے طریقہ کار سے اہل بدعت کی کتابوں سے استفادہ کا جواز پیش کر رہے تھے اس تعلق سے امام ذہبی کا منہج بیان کرنا بھول گئے یا اس سے تغافل کیا، ایک عالم وفاضل شیخ کی جانب سے ایسا تصرف امت کے حق میں خیانت سمجھا جاتا ہے، گرچہ ہم شیخ کو اس زمرے میں شمار نہیں کرتے۔

اہل بدعت سے روایت لینے اور ان سے استفادہ کرنے اور علم لینے کا فرق، اور اس شبہ کو اہل بدعت سے استفادہ کی دلیل بنانے والوں پر رد:

شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب فرماتے ہیں: "حدیث کی روایت میں کتنے بدعتیوں کی روایت ہے۔ 'تقریب التھذیب' میں حافظ ابن حجر کہتے ہیں: "کان خارجیًا"، "کان کذا کذا کذا".

شیخ کے اس طرز استدلال پر بڑا افسوس ہوتا ہے اور ساتھ میں تعجب بھی، ایک طرف تو شیخ بہانگ دہل اپنے ہی بعض اہل حدیث علما اور طلبہ کو کہتے ہیں کہ: فلاں فتوی دینے کا اہل نہیں ہے، فلاں ایسا ہے، فلاں ویسا ہے، اور دوسری طرف اس قدر سطحی استدلال کہ آدمی یقین نہیں کر پاتا کہ یہ اسی عالم کی فقاہت ہے؟

شیخ نے اپنے استدلال میں یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ اہل بدعت سے روایت لینے اور تلقی علم دونوں کا ایک ہی حکم ہے، یہ ایسا شبہہ اور مغالطہ ہے جسے اچھے اچھے فضلاء پھیلانے میں مصروف ہیں، چونکہ شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب علم حدیث میں شیخنہ ہیں، ان سے اس بے محل اور بے کار استدلال کی توقع نہیں تھی۔

شیخ نے اپنے استدلال سے سلفی نوجوانوں کو جو مغالطہ دیا ہے اس کی حقیقت آپ ذیل کی سطور میں ملاحظہ فرمائیں:

اہل بدعت سے روایت لینے کے سلسلے میں علماے کرام کے چار موقف ہیں، اور جن لوگوں نے اہل بدعت سے روایت لینے کو جائز قرار دیا ہے انہوں نے بھی اسے مطلقاً جائز نہیں کہا ہے، بلکہ اس میں کئی اہم اور بنیادی شرطیں رکھی ہیں،

پہلی شرط: وہ بدعت کبری یعنی بڑی بدعتوں کا مرتکب نہ ہو۔

دوسری شرط: وہ بدعتی بالکل سچا ہو۔

تیسری شرط: اس بدعتی کی روایت سے اس کی بدعت کی تائید نہیں ہو رہی ہو۔

ان سب امور کی تفصیل علوم الحدیث کی کتابوں میں موجود ہے جس کی تفصیل کا یہ مقام نہیں، تاہم بیت القصید یہ ہے کہ بدعتی سے "روایت" لینے میں اور ان سے "علم" لینے میں علماے کرام نے تفریق کی ہے۔

اہل بدعت سے علم لینے میں اور روایت لینے میں کیا فرق ہے؟

ایک بدعتی روایت بیان کرنے میں اپنی جانب سے نصوص احادیث میں ایک حرف کا بھی اضافہ نہیں کر سکتا، اگر وہ بدعتی جی توڑ کوشش بھی کر لے پھر بھی ایک حرف کا بھی اضافہ اپنی جانب سے ممکن نہیں، نہ اسناد میں اور نہ ہی متن میں، کیونکہ محدثین کرام نے احادیث قبول کرنے کے ایسے ضابطے بنائے ہیں کہ "مقارنہ مرویات" اور "سبر مرویات" کی کسوٹی پر ہر قسم کے اضافے کی، کمی کی، تحریف کی، تدلیس کی اور دیگر تمام خرابیوں کی قلعی کھل جاتی ہے، چنانچہ صدوق و ثقہ بدعتی کے پاس خالص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہوتا ہے جس میں غیروں کے کلام کی رتی بھر آمیزش نہیں ہوتی اس لئے اہل علم نقد و علل کی کسوٹی پر اہل بدعت سے حدیث قبول کرتے ہیں، جب کہ اہل بدعت کے علم میں، ان کی

کتاب میں، تفسیر میں، تشریح میں، تقریر میں، تحریر میں اپنی خود ساختہ توضیح وتاویل کا دخل ہوتا جو فہم سلف صالحین کے بر عکس ہوتا ہے اس لئے ان سے علم حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

مصلحت ومفسدت کا مسئلہ:

اگر صدوق وثقاہت اور حفظ وضبط میں پختگی کے باوجود بدعتی کی روایت نہیں لی جائے گی تو بہت سی سنتیں ضائع ہو جائیں گی، چنانچہ علی بن المدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لو تركت أهل البصرة للقدر، وتركت أهل الكوفة للتشيع لخربت الكتب"۔

اگر اہل بصرہ کے قدریہ ہونے کے سبب اور اہل کوفہ کے شیعہ ہونے کی وجہ سے ان روایت نہ لی جائے تو کتب احادیث (سنن رسول سے) خالی ہو جائیں گی۔

گویا کہ سنت رسول کی حفاظت کی مصلحت یہاں مقدم ہے، نیز یہ مصلحت مطلقا نہیں بلکہ اس کے شروط وضوابط ہیں جن کی رعایت کرتے ہوئے سلف صالحین اہل بدعت کی روایت کو قبول کرتے ہیں، اور یہ بات صرف روایت تک ہی محدود ہے۔

اہل بدعت سے علم لینے میں کوئی دینی، دنیاوی اور شرعی مصلحت نہیں، کیونکہ اہل بدعت کتاب اللہ اور سنت رسول کی جو تاویل وتشریح کرتے ہیں وہ منہج صحابہ، اور تابعین وتبع تابعین کے منہج خلاف ہوتا ہے، اگر کوئی آدمی اہل بدعت سے علم لینے کے نام پر انہی باطل تاویلات کو دین کی اصل فہم سمجھ لے تو یقینا گمراہ ہو جائے گا، نیز یہ کہ اہل بدعت کی بدعی تاویل وتشریح کے مقابلے سلف صالحین کی تشریح و توضیح کو ہی سمجھنا ہمارے لئے ضروری ہے تاکہ عقیدہ ومنہج سلامت رہے، کیونکہ سارا بگاڑ تو اہل بدعت کے اسی علم میں ہے جس میں اس نے دین اسلام کا اصلی چہرہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے، پھر بھی لوگ اتنا بڑا مغالطہ کیسے دے دیتے ہیں کہ سلف صالحین اہل بدعت سے علم لینے کے قائل تھے۔

یہ بہت بڑی جسارت ہے اور سلف صالحین کے اجماع کی مخالفت بھی ہے جس کی توقع شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب سے تو ہر گز نہیں تھی۔

اس تعلق سے ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ اہل بدعت سے روایت لینے کا مرحلہ تدوین حدیث کے زمانہ سے قبل تھا، کتب احادیث مدون ہو گئیں اور وہ مصلحت و ضرورت اب باقی نہ رہی، لیکن آج کے زمانے میں بدعتی سے روایت لینے کے مسئلہ کو اہل بدعت سے علم لینے کے مسئلہ پر قیاس کرنا یا دونوں کو ایک سمجھنا محدثین کی اصطلاحات اور سلف صالحین کے منہج و تعامل سے ناواقفیت کی بنا پر ہے، ورنہ سلف صالحین کا منہج دونوں مسئلہ میں بالکل واضح ہے، لیکن خلط مبحث کر کے سلف صالحین کے موقف کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا علمی امانت و دیانت کے بالکل خلاف ہے۔ فليتدبر

مسئلہ مذکورہ کے متعلق آخری بات:

جن اہل بدعت کی روایت کو قبول کیا گیا ہے ان اہل بدعت کے اقوال، آثار، تشریحات، تعاملات کو سلف صالحین نے اور ان کے بعد اہل علم نے عقیدہ و منہج کی کتاب میں عقیدہ و منہج کے بیان کیلئے ذکر نہیں کیا ہے، آپ عقیدہ کی کتابیں اٹھالیں جو مسند و مستند ہیں ان میں کہیں بھی اہل بدعت کے اقوال و آثار دین کی رہنمائی کیلئے آپ کو نہیں ملیں گے، معلوم یہ ہوا کہ سلف صالحین اور ان کے بعد آنے والے اہل علم نے اہل بدعت کی صرف روایتوں کو شروط و قیود کے ساتھ قبول کیا ہے، ان سے علم سیکھنے کی بات ہر گز نہیں کی جیسا کہ شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب باور کرا رہے ہیں۔

عبدالباری فتح اللہ مدنی صاحب کی جانب سے ہمارے تکفیری ہونے کا بہتان:

شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب فرماتے ہیں: "کیونکہ اصل میں یہ لوگ سب کو کافر کہتے ہیں نا،اس لیے گڑبڑ کرتے ہیں۔ کافر سے تو خود ہی فائدہ اٹھاتے ہیں بھائی! کافر نے جو کتابیں لکھی ہیں اس سے کون انکار کرتا ہے؟ تو یہ بہت غلو ہے، بالکل صحیح کہا کہ "برہمن زدہ سلفیت" یا "سلفیت یا برہمنیت"، بالکل بہت اچھا لکھا ہے۔ میں دیکھتا ہوں، بہت جگہوں پر سب خباثت گھول رہے ہیں لوگ۔ اس سے ان سے سلفیت بری ہے اور یہ سلفیت سے بری ہیں۔ یہ حرکت نہیں کی جاتی"۔

شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب دوسروں کو غلو کا طعنہ دے رہے ہیں اور خود اس قدر زیادہ "غلو" کا شکار ہیں کہ ہمارے اوپر مسلمانوں کو کافر کہنے کا کا الزام لگا رہے ہیں، ایک آدمی مغالطہ دے تو ایسا لگتا ہے کہ اس نے زیر بحث موضوع کے مالہ وماعلیہ پر مطلع نہیں ہے اس لئے خود بھی مغالطہ کا شکار ہے اور دوسروں کو بھی اسی مغالطے میں ڈال رہا ہے، لیکن جب شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب جیسی شخصیت جھوٹ بولے، تہمت لگائے تو اس کا مطلب صاف ہے۔

حمیت نام ہے جس کا، گئی تیمور کے گھر سے

شیخ موصوف کے ذمہ ہے کہ یہ ثابت کریں کہ میں نے کب، کہاں اور کس کو کافر کہا ہے؟ بصورت دیگر عند اللہ اس بہتان کی پرسش ہوگی۔

بحمد اللہ فتنہ تکفیر کی سنگینی کو ہم نے باضابطہ ایک دورہ علمیہ میں بالتفصیل ذکر کیا ہے، یہ دورہ جبیل دعوہ سینٹر مملکت سعودی عرب کی زیر نگرانی منعقد ہوا تھا، قارئین سے گذارش ہے کہ اس دورہ کی تمام نشستوں کو ضرور سنیں تاکہ تکفیریت کے حوالے سے میرے موقف کا اندازہ ہوسکے۔

شیخ نے اپنے مذکورہ قول میں تاکید کے ساتھ یہ بات کہی ہے کہ اہل بدعت سے استفادہ سے ممانعت کی جو باتیں کرتے ہیں ان کی سلفیت برہمنیت زدہ ہے، اب شیخ ہی فیصلہ کریں کہ سلف صالحین کی سلفیت بھی برہمنیت زدہ تھی یا وہ اس سے بری تھے۔

اہل بدعت سے تعلقات کے سلسلے میں شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب کا موقف اور منہج سلف صالحین:

شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب بدعتیوں سے تعلق رکھنے کے متعلق فرماتے ہیں: "تعلق کاٹنا بالکل غلط بات ہے۔ آپ تعلق کاٹیں گے تو اپنی بات کسی کو کیسے سنائیں گے؟ بھائی، جب دونوں میں دوری رہے گی تو کون سنے گا؟ ہم تو اسی لیے کسی سے نہیں کاٹتے، کوئی بھی ہمارے پاس آئے ہم اس کو کچھ نہیں کہتے"۔

شیخ صاحب نے یہاں پر بھی بھرپور مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے، اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

اہل بدعت سے قطع تعلق کرنے پر کتاب و سنت اور اجماع سے دلیل ثابت ہے جس کا تفصیلی بیان پچھلے صفحات میں آیا۔ نیز یہ کہ یہاں تعلق کاٹنے یا توڑنے کا مطلب اہل بدعت کے ائمہ، دعات اور علما سے استفادہ نہ کیا جائے، نہ ہی ان کے دروس و تقریر میں شریک ہوا جائے، اور نہ ہی انہیں بلا کر اہل حدیثوں کا اسٹیج دیا جائے، اور اس امر پر اہل سنت والجماعت کے علما کا اتفاق ہے جیسا کہ سطور بالا میں بات گذری۔

ہندوستان میں اہل حدیث کے سرخیل نواب صدیق حسن خان -رحمہ اللہ وغفر لہ- اپنے علمائے کرام کا منہج بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: سنت یہی ہے کہ روافض، خوارج، جہمیہ، قدریہ، مرجئہ، کرامیہ اور معتزلہ جیسے بدعتیوں اور گمراہ فرقوں کو چھوڑ کر ان سے دوری اختیار کی جائے، ان سے بحث و

مناظرہ سے پرہیز کیا جائے، نہ ان کی کتابوں کو پڑھا جائے اور نہ ہی ان کی باتوں کو سنا جائے... [قطف الثمر (ص: ١٤٤)]

ایک جگہ فرماتے ہیں: بدعت و گمراہی کے دعات سے دوری اختیار کرنا اہل سنت والجماعت کا متفق علیہ عقیدہ ہے۔[قطف الثمر (ص: ١٤٠)]

یاد رہے کہ یہ دوری یا قطع تعلقی اہل بدعت کے علما، دعات اور مفکرین اور ان کتابوں کی بابت ہے، تاہم اہل حدیث علما اور دعات وغیرہ اہل بدعت کی عوام کے درمیان بغرض دعوت الی اللہ جا سکتے ہیں، ان کے درمیان وعظ و تقریر کرنے، خطبہ دے سکتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے مدعو ہیں، اور ہمارے پاس خالص عقیدہ توحید اور خالص کتاب و سنت کی دعوت موجود ہے اور اہل بدعت کی عوام اسی کی محتاج ہے اس لئے ہم ہر ممکن کوشش کر کے ان کے درمیان اس سلفی دعوت کو عام کریں گے، لیکن اہل بدعت اور ان کے علما کے پاس نہ خالص عقیدہ توحید ہے اور نہ خالص کتاب و سنت کی دعوت موجود ہے، ان کے یہاں شبہات ہیں، بدعات ہیں، فتنے ہیں، کتاب و سنت کی مخالفت ہے، عقیدہ میں شرک و بدعات کی آمیزش ہے اس لئے ہم اپنی عوام اور طلبہ کو ان کو سننے، ان کی کتابوں کو پڑھنے سے روکتے ہیں جیسا کہ کتاب و سنت پر مبنی سلف صالحین کا اجماعی موقف ہے۔

یہی وہ مقام ہے جہاں شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب کے کلام میں مغالطہ نظر آتا ہے۔ شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب فرماتے ہیں: "ثناء اللہ امرتسری، عبدالمنان وزیر آبادی کے مدرسے سے فراغت کے بعد دیوبند گئے پڑھنے۔ وہاں سے فراغت لی اور پھر گئے شیخ احمد حسن کانپوری کے مدرسہ 'فیض عام'، جو بہت بڑے بریلوی عالم تھے، ان کے یہاں بھی جا کر فراغت کی۔ تو کیا یہ سب کے سب سلفیت سے خارج ہو گئے؟ اور ہم نے بھی جہاں سلفیہ میں پڑھی ہے کشاف، بیضاوی... اور فیض عام میں جلالین، مدارک،

بیضاوی... اور یہی پر ہم نے اصول الشاشی بھی پڑھا، نور الانوار بھی پڑھا، اور شرح وقایہ وغیرہ پڑھا، قدوری پڑھی... تو پھر توسب سے بڑے بدعتی ہم ہی ہو گئے "۔

شیخ صاحب اس مقام پر دلائل کے اعتبار سے پورے طور پر بے بس نظر آئے، اس لئے اپنے موقف پر کتاب وسنت اور سلف صالحین کے اقوال وتعامل سے دلیل دینے کے بجائے اپنی اور فلاں وعلان کی بات کر رہے اور لوگوں کو مغالطہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں، شیخ صاحب کا کہنا ہے کہ فلاں صاحب فلاں بدعتی کے مدرسے میں پڑھنے گئے تو کیا بدعتی ہو گئے؟ شیخ صاحب کوئی شخصیت یا کسی شخصیت کا طرز عمل اور تعامل ہمارے لئے حجت نہیں کہ فلاں نے ایسا کیا، چلاں نے ایسا کیا اور علاں نے وہ کیا، آپ صرف اتنا بتادیں کہ کتاب وسنت اور منہج سلف صالحین کے مطابق بدعتی سے علم حاصل کرنے کا کیا حکم ہے؟

کیا سلف صالحین میں سے کسی نے اہل بدعت سے علم لینے کو جائز قرار دیا ہے؟

ہم اور آپ اور فلاں کیا کرتے ہیں اس سے منہج اہل حدیث کو کیا لینا دینا؟ کیا منہج اہل حدیث آپ، ہم اور فلاں وچلاں کے طرز عمل اور طرز گفتگو کا نام ہے؟

منہج اہل حدیث منہج سلف ہی ہے جس کی بنیاد کتاب اللہ سنت رسول اور فہم سلف صالحین پر قائم ہے، اس لئے آپ اپنی مثال فلاں کی مثال پیش نہ کریں۔

شیخ اسماعیل سلفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل حدیث نے کتاب وسنت کے فہم میں کسی فرد کی امامت کے بجائے ائمہ سلف اور صحابہ کرام کو اپنا امام تصور کیا ہے، اور فروع وعقائد اور تصوف و زہد میں ان بزرگوں کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا، اور نہ شخصی آراء وافکار کو ائمہ سلف اور صحابہ کرام کا بدل سمجھا.."

ہم اہل حدیثوں کے یہاں شخصی افکار و آراء کو اسی وقت اہمیت دی جاتی ہے جب وہ سلف صالحین کی فکر و نظر کے موافق ہو، بصورت دیگر اس کی کوئی اہمیت نہیں۔

شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب نے اپنی مثال دی کہ انہوں نے اہل بدعت کی بہت سی کتابوں کو پڑھا ہے، شیخ صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ آپ کی شخصیت، سلفیت کو سمجھنے کا معیار نہیں اس لئے آپ نے کیا کیا اور کیا کرتے ہیں اس سے ہمیں اور دیگر اہل حدیثوں کو کوئی سروکار نہیں، آپ یہ بتائیں کہ بدعتی سے علم حاصل کرنے کے سلسلے میں سلف صالحین کا کیا منہج تھا؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ائمہ سلف صالحین نے کہا ہے کہ: بدعت کے دعات و پرچارک کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی، ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جائے گی، اور نہ ہی ان سے علم حاصل کیا جائے گا، اور نہ ہی ان سے شادی بیاہ رچایا جائے گا، جب تک وہ اپنی بدعتوں سے اور بدعت کی نشر واشاعت سے باز نہ آئیں ان کی یہی سزا ہے۔[مجموع الفتاوی(205/28)]

شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب کا اہل بدعت کے متعلق موقف:

شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب فرماتے ہیں: "میں نے کبھی کہہ دیا کہ شیخ محمد الیاس گھمن حنفی ہیں، بہت سخت ہیں اور بدعقیدہ ہیں، لیکن ان کے اخلاق بہت عالیہ ہیں، بہت ہی بہترین اخلاق"...

جس شخص کا اخلاق سید المرسلین کی سنتوں کے ساتھ اچھا نہ ہو، جس کا اخلاق سلف صالحین کے ساتھ بہتر نہ ہو، جو اہل حدیثوں کو دن رات طعنے دیتا ہو، اہل حدیثوں کے خلاف احناف کے دلوں میں نفرت بھرتا ہو، وہ تقلید جسے آپ دنیا کی سب بدترین بیماری کہتے ہیں لوگوں کو گھول گھول پلاتا ہو، جو اپنے امام اور مذہب کے قول کو اوپر رکھنے کیلئے احادیث رسول کی غلط تاویلیں کرتا ہو، انکار حدیث کے چور

دروازے کھولتا ہو، وہ بڑے بلند اخلاق والا لگتا ہے، لیکن جو اپنا ہم مسلک و مشرب ہو، سلفیت کو نجات دہندہ مانتا ہو، وہ خبیث اور بے ہودہ ہے! ائمہ بدعت پر کرم فرمائیاں اور سلفی طلبہ کو گالیوں کی سوغات!

ایک دوسری آڈیو میں شیخ فرماتے ہیں: "انجینئر محمد علی مرزا کو میں نے کہا کہ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو اس کی زبان کاٹ لی جاتی کیونکہ صحابہ کے بارے میں کیا کیا کہتا ہے! لیکن ہم کسی کی بھلائی کو نہیں ہٹا سکتے، کیوں، دنیا میں کتنا شرک اور بدعت کے خلاف لوگوں نے کام کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے"۔

معاملہ ایں جا رسید کہ انجینیر مرزا کی خوبیوں کو شمار کیا جا رہا ہے، ان جیسے بدعتیوں کے حق میں تشکرانہ کلمات کہے جا رہے ہیں، نادان افراد کے بیچ اس کی تحسین کی جا رہی ہے!!!

کیا شیخ بھی موازنہ بین الحسنات والسیئات کے جواز کے قائل ہیں؟ یہ تو اخوانیوں کا سب سے بدبودار شبہ ہے، اس منہج کا خلاصہ یہ ہے کہ بدعتیوں کی اچھائیوں کے ساتھ اس کی خوبیوں کا بھی تذکرہ ہونا چاہیے، اس کی اچھی باتوں کو لینا چاہئے بری باتوں کو چھوڑ دینا چاہئے۔

کسی بدعتی پر رد کرنے مطلب نہیں کہ ہم ان کی خوبیوں کا بھی تذکرہ کریں، ہم اپنی عوام کو یہ کہیں کہ الیاس گھمن بڑا مقلد اور بدعتی ہے لیکن بڑا بلند اخلاق والا ہے، انجینیر علی مرزا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلاف بدزبانی کرتا ہے لیکن شرک و بدعت کے خلاف اس نے بڑا کام کیا ہے، اس باب میں اسے سراہنا چاہئے۔

موازنہ بین الحسنات والسیئات کے رد میں شیخ ربیع المدخلی رحمہ اللہ کی ایک بہترین کتاب ہے جو "منهج أهل السنة والجماعة في نقد الرجال والكتب والطوائف" کے نام سے معروف ہے، اسے پڑھنا چاہئے۔

اس منہج کی تردید میں شیخ البانی رحمہ اللہ کا قول گزر چکا ہے۔مزید تفصیل کیلئے:-https://youtu.be/w-r37KheuMk?si=VGe2o_6ZkrqibXsY

سلفی علمائے کرام کے متعلق شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب کا موقف:

اب تک تو آپ نے بدعتیوں پر شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب کی عنایتیں دیکھیں، لیکن اس کے برعکس سلفی علمائے کرام کے متعلق شیخ صاحب کا موقف ملاحظہ فرمائیں:

ایک آڈیو میں شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کے بارے میں رطب اللسان ہیں: "صالح فوزان تو سب سے بڑا مقلد انسان ہے،اور کیا کیا جو اس شخص نے کیا ہے، حدیث کی معلومات نہیں..."۔

https://drive.google.com/file/d/1zK1mEuMYg7nvXK2cwi5su8xBaOSwDmoR/view?usp=drivesdk

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ سلفیوں کے بڑے علمائے کرام میں سے ایک ہیں، سلفیت کی نشر و اشاعت اور بدعت کے رد میں ان کا بڑا رول ہے، ہر سلفی ان سے محبت رکھتا ہے اور ہر بدعتی اور اخوانی کو صالح الفوزان سے نفرت کرتا ہے، شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کو مقلد کہنے والا یا تو تقلید نہیں جانتا یا پھر شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کو نہیں جانتا۔

وقت کے اتنے بڑے عالم سے اس طرح مخاطب ہونے کی جرات بھلا کوئی سلفی کر سکتا ہے؟

آپ کی زبان درازی ایسے عالم کے سلسلے میں ہے جن کے حق میں میں بد کلامی کی جرات یاتو کوئی بدعتی کرتا ہے یا پھر کوئی اخوانی۔اہل حدیث ان پر بد کلامی تو درکنار اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے،اور آپ تو ماشاءاللہ ایک اہل حدیث عالم ہیں!!!

کسی سلفی عالم سے کسی مسئلے میں اختلاف ہونا طبعی امر ہے، لیکن اس اختلاف کو طعن و تشنیع اور بدزبانی کا جواز بنالینا یہ کسی بھی طور پر درست نہیں۔

واضح رہے کہ علماے اہل سنت پر کلام کرنا، سلف کے نزدیک، اہل باطل کا شیوہ ہے،ابن معین رحمہ فرماتے ہیں کہ: اگر کسی کو حماد بن سلمہ رحمہ اللہ پر کلام کرتے دیکھو تو اس کے اسلام پر ہی تہمت لگا دو۔"شرح اصول اعتقاد أهل السنة" (٣/ ٥٦٨)

کیونکہ امام حماد بن سلمہ رحمہ اللہ اپنے زمانے میں قدریہ، جہمیہ،اور معتزلہ وغیرہ کی بدعتوں پر بہت رد کیا کرتے تھے،اس لئے ان پر کلام وہی بدعتی کیا کرتے تھے۔الثقات لابن حبان (٦/ ٢١٧)

احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر کوئی حماد بن سلمہ پر طعن کرے تو اس کے اسلام پر تہمت لگادو، کیونکہ وہ بدعتیوں پر بہت سختی سے رد کیا کرتے تھے۔سير اعلام النبلاء (٧/ ٤٥٠)

ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علامة أهل البدع الوقيعة في أهل الأثر.[شرح اعتقاد أهل السنة للإمام اللالكائي (١/ ١٩٧)] سلفی علماے کرام کے خلاف بدزبانی کرنا، ان پر طنز و تعریض کرنا بدعتیوں کی پہچان ہے۔

لہذا آج کے زمانے میں جو شخص، شیخ البانی، شیخ ابن باز، شیخ ابن عثیمین، شیخ مقبل الوادعی، شیخ ربیع المدخلی، شیخ عبید الجابری، شیخ عبدالمحسن العباد، شیخ صالح اللحیدان، شیخ صالح الفوزان وغیرہم- رحمهم الله جميعا وحفظ الحياء منهم- پر طعن کرنا اس کے بدعتی ہونے کی پہچان ہے۔

شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیے، کتاب وسنت اور منہج سلف کے علمبرداروں کا پاس ولحاظ ضروری امر ہے، بڑوں سے اختلاف کی گنجائش ہر زمانے میں رہی ہے، لیکن اس تناظر میں ان کے ساتھ بے ادبی کرنا، نادانوں کے سامنے اس کی تشہیر کرنا کسی بھی صاحب علم کو گوارہ نہیں۔

شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب نے شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کو مقلد کہا ہے، کاش شیخ نے ایسا کہنے سے قبل یہ تحقیق کرلیا ہوتا کہ شیخ صالح الفوزان واقعی مقلد ہیں یا تقلید اعمی کے خلاف ہیں، حالانکہ شیخ کا علمی قد، شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کے مقابلہ میں کافی پست ہے، نہ وہ فقہی اعتبار سے ان کے سامنے کھڑے ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں اور نہ ہی اعتقادی اور منہجی اعتبار سے۔

ذیل کے سطور میں تقلید کے بارے میں شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کا قول پڑھیں اور خود فیصلہ کریں:

"مشہور مذاہب اربعہ کی طرف انتساب کرنا ممنوع نہیں ہے، لیکن صرف ایک مذہب سے جڑنا، اور صحیح وغلط کی پرواہ کئے بغیر اس مذہب کے ہر قول کو ماننا بالکل درست نہیں، بلکہ اس پر واجب ہے کہ اس مذہب کے انہی اقوال کو مانے جو کتاب وسنت کے موافق ہوں، اور اس مذہب کے جو اقوال کتاب و سنت کے خلاف ہوں اسے چھوڑ دے، نیز جب دلائل کی روشنی میں کوئی قول راجح ہو تو اسی کو اختیار کرے گرچہ وہ قول اس کے مذہب کے خلاف کیوں نہ ہو، کیونکہ جس کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث واضح ہوگئی اس کیلئے بالکل جائز نہیں کہ وہ کسی کے قول کو بنیاد بناکر نبی کی حدیث کو چھوڑ دے"۔

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ مزید کہتے ہیں: "ہم اپنے مذہب کے اقوال کو اسی وقت مانتے ہیں جب وہ کتاب وسنت کے موافق ہو، نبی کی سنت کے خلاف نہ ہو، اگر ہمارے مذہب کا کوئی قول حدیث کے

مخالف ہو تو ہمارے اوپر واجب ہے کہ ہم اپنے مذہب کے اس قول کو چھوڑ دیں، اور اس قول کو اختیار کریں جو حدیث رسول کے موافق ہو۔

جو شخص اپنے مذہب کے صحیح اور غلط تمام اقوال کو مانتا ہے (یعنی اپنے مذہب کے غلط اقوال کو چھوڑ کر سنت کو نہیں اپناتا) وہ تقلید اعمی کا شکار ہے، یعنی وہ شخص اندھا مقلد ہے۔

اور جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ بعینہ کسی انسان کی تقلید واجب ہے تو وہ مرتد ہے۔ مجموع فتاویٰ شيخ صالح الفوزان (٢/ ٧٠١)

اسی طرح شیخ وصی اللہ عباس حفظہ اللہ کے بارے شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب فرماتے ہیں: "شیخ وصی اللہ کے فتاوے جب میں سنتا ہوں تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، کہ دنیا میں بڑی مشکل ہے کہ ہر آدمی مفتی ہے... اور حضرت کے استدلالات بہت سی چیزوں پر ایسے ہوتے ہیں کہ میں سر دھن کر رہ جاتا ہوں... اب بتائیے کہ مفتی حرم مدرس حرم اور علماے عوام میں کیا فرق ہے؟... حضرت کا جب بھی میں فتوی سنتا ہوں حیران ہو جاتا ہوں، لیکن میں کیا کہوں، وہ بہت جلدی بھڑکتے بھی ہیں، کمال کی بات یہ ہے کہ ہم لوگوں کی طرح ان کا صبر بھی نہیں اور تحمل بھی نہیں، وہ الٹا پلٹا کیا کیا بک بکانا شروع کر دیتے ہیں، پتہ نہیں یہ عمر کا دخل ہے یا یہی ان کی ثقافت و تہذیب ہے"؟

https://youtu.be/RMVeDWe9gR8?si=js71lwP5Vp6ijbTI

کیا شیخ صاحب کا اس طرح سلفی علماے کرام کے متعلق انداز اور زبان اختیار کرنا سلفیت ہے؟

اہل علم اور طالبان علوم نبوت کا احترام کرنے کا حکم تو شریعت اسلامیہ نے دیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ليس منا من لم يجل كبيرنا ويرحم صغيرا، ويعرف لعالمنا حقه)). جو ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے، ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، اور ہمارے علماے کرام کے حقوق کو

نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں۔(یہ مسند احمد اور مستدرک حاکم کی روایت ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیاہے۔صحيح الجامع الصغير (٢/ ٩٥٧))

کیا شیخ صالح الفوزان اور شیخ وصی اللہ عباس ہمارے کبار اہل علم میں سے نہیں، کیاان دونوں اہل علم کے خلاف ایسے ہفوات بکنااوراس طرح طرز تخاطب اختیار کرنا،ادب کہلاتاہے؟

شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب سے توکم ازکم ایسی توقع نہیں کی جاسکتی تھی کہ وہ سلفی علمااور طلبہ کے متعلق ایسارویہ اختیار کریں گے۔

آپ قارئین غور فرمائیں کہ الیاس گھمن جیسے سڑے ہوئے مقلد، بدعتی، منکر سنت، وحدت الوجودی اور اہل حدیثوں سے عناد رکھنے والے شخص کے اخلاق عالیہ کوثابت کرنے کیلئے شیخ صاحب نے ایڑی چوٹی کازور لگادیا، لیکن سلفی علمائے کرام سے بعض مسائل پراختلاف کے سبب انہیں ایسے مخاطب کیا کہ عوام بھی سرنیچی کرلے۔

یہ باتیں شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب کے اس قبیل سے تھیں جوانہوں نے سلفی علمائے کرام کے خلاف روارکھی ہیں، لیکن سلفی طلبہ کے متعلق وہ کیسااخلاق اوررویہ اپناتے ہیں اسے ملاحظہ فرمائیں۔

شیخ عبدالباری فتح اللہ راقم السطور کے متعلق فرماتے ہیں: "...اصل میں ایسے بہت سے چنٹواور بدتمیز، خبیث قسم کے لوگ ہیں،ان میں سے ایک ہے جوپتہ نہیں مدینے سے گیاکہ نہیں گیا،اس کانام ابو احمد کلیم الدین یوسف... یہ بھی بیہودہ انسان ہے..."۔

الحمدللہ مجھے کسی کی گالی سے فرق نہیں پڑتا، مجھے فرق صرف اس بات سے پڑتاہے کہ کوئی کتاب و سنت اور منہج سلف صالحین کے خلاف کوئی کچھ کہے، جومجھے گالیاں دیتے ہیں میں ان گالیوں کواپنے رفع درجات کاسبب سمجھتاہوں،اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پرچلتے ہوئے گالیاں سن لیتاہوں لیکن

گالیوں کا جواب گالی سے نہیں دیتا، یہ غیر ممدوح صفت بعض اہل حدیثوں کی معروف صفت بن چکی ہے، علم کی طرف انتساب کرنے والے کچھ لوگوں کو تو میں نے بڑے جاہ و جلال، تلفظ کی کما حقہ ادائیگی کے ساتھ کتاب و سنت کے نصوص سے استدلال کرتے ہوئے غلیظ گالیاں دیتے ہوئے دیکھا اور پڑھا ہے، شیخ صاحب تو اس شخص سے علم و ادب میں بہت بڑے ہیں۔

آپ قارئین شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب کی گفتگو کو بار بار پڑھیں اور غور فرمائیں کہ ایک اہل حدیث عالم کی ایسی بھدی اور گندی زبان کیسے ہو سکتی ہے؟

کیا اہل حدیث کے قدیم و جدید علما اس بات کی تعلیم دیتے ہیں کہ اگر آپ کا اختلاف کسی طالب علم سے ہو تو اسے "بد تمیز"، "خبیث" اور "بیہودہ" جیسی گالیوں سے نوازیں!!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان کے بعد آنے والے لوگوں کی ایسی تربیت نہیں کی کہ گالی کا جواب گالی سے دیا جائے، اس لئے ہم شیخ کی گالیوں کا جواب دینے کے بجائے یہ بتانا چاہیں گے کہ کسی مسلمان کو گالی دینے کا شریعت اسلامیہ میں کیا حکم ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((سباب المسلم فسوق)). مسلمان کو گالی دینا فسق و فجور کا کام ہے۔ صحیح بخاری(15/8، رقم:6044)

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی علامتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:((وإذا خاصم فجر)). جب جھگڑا اور مخاصمت کی نوبت آتی ہے تو منافق بد زبانی کرنے لگتا ہے۔

شیخ صاحب نے علم حدیث میں شیخہ کیا ہے، کیا یہ حدیث انہیں معلوم نہیں کہ گالی دینا ہر حال میں حرام ہے، بالخصوص مسلمانوں کو گالی دینا تو فسق و فجور کا کام ہے۔

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ "گالیاں سننا" تھا، "گالیاں دینا" نہیں تھا، یہ تو کفار و مشرکین اور اہل بدعت، فاسقین و فاجرین کا طریقہ ہے کہ وہ توحید پرست اور اہل سنت کو گالیوں سے نوازتے ہیں، آپ جیسے بااخلاق، تحمل مزاج اور نرم خو عالم کو یہ عادت کیسے لگ گئی؟

شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب نے شیخ وصی اللہ عباس حفظہ اللہ کے بارے میں جس طرز گفتگو کو اختیار کیا تھا اسے شیخ صاحب صبر و تحمل سے تعبیر کیا تھا، سطور بالا میں آپ قارئین نے شیخ صاحب کے صبر و تحمل کا اندازہ بخوبی لگا لیا ہو گا کہ راقم السطور کے خلاف بات کرتے ہوئے شیخ صاحب کا ضبط تحمل کیسے جواب دے گیا، پتہ نہیں کہ یہ رویہ شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب کی کبر سنی کی دین ہے یا ان کی ثقافت وتہذیب کا حصہ ہے؟

شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب فرماتے ہیں: "امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ خلق قرآن کے قائل تھے"۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں ایسا کہنے سے قبل شیخ صاحب نے اگر شیخ البانی رحمہ اللہ کو پڑھ لیا ہوتا تو یوں ان پر خلق قرآن کی تہمت نہ لگاتے، شیخ کا مسئلہ یہ ہے کہ شیخ صرف شیخ البانی رحمہ اللہ کا نام لیتے ہیں، اور نام لے کر دوسروں پر دھونس جماتے ہیں، لیکن خود شیخ کو علامہ البانی رحمہ اللہ کی کتابیں پڑھنے اور ان کی کیسٹ سننے کی ان کو فرصت نہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے خلق قرآن کے قائل ہونے یا نہ ہونے کے سلسلے میں علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"تاریخ کی کتابوں میں متعدد روایتیں موجود ہیں جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ خلق قرآن کے قائل تھے، لیکن جب میں نے ان روایتوں کی تحقیق وتدقیق کو تو پتہ چلا کہ ان میں سے بعض روایتیں بلکہ سبھی روایتیں ضعف اور علت سے خالی نہیں، بالخصوص خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے

امام احمد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا: ہمارے نزدیک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا خلق قرآن کا قائل ہونا ثابت نہیں"۔

مزید فرماتے ہیں: "میں کہتا ہوں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے علم سے یہی حسن ظن ہے، اور اگر مان بھی لیا جائے کہ ان سے خلق قرآن کا قول ثابت ہے تو کہا جا سکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پہلے اس کے قائل تھے پھر امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مناظرہ کے بعد انہوں نے اپنے قول سے رجوع کر لیا، اور اس بات کے قائل ہو گئے کہ قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے"۔"مختصر العلو للعلي الغفار" (ص: ١٥٦).

شیخ عبد الباری کی جرات دیکھیں اور شیخ البانی رحمہ اللہ کا انداز اور احتیاط دیکھیں، کاش کہ شیخ نے شیخ البانی رحمہ اللہ کی کتابیں پڑھی ہوتیں تو بلا علم فتوی لگانے کی جرات نہ کرتے بلکہ احتیاط سے کام لیتے۔

کیا شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب مقلد ہیں؟

شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب بار بار تقلید کو سب سے بڑی بدعت بتاتے ہیں اس سے ہم یہی سمجھتے ہیں کہ شیخ غیر مقلد ہوں گے، شیخ کے بارے میں ہمارا یہی حسن ظن ہے، لیکن جب ہم شیخ کا طرز عمل دیکھتے ہیں تو لگتا ہے کہ وہ شیخ البانی رحمہ اللہ کے سب سے بڑے مقلد ہیں، کیونکہ مقلد کی سب سے بڑی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے امام کی شان میں حد سے زیادہ غلو کرتا ہے، دنیا کے ہر ائمہ و مجتہدین وفقہاء اور محدثین پر ان کو فوقیت دیتا ہے، جیسا کہ احناف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تعلق سے غلو کرتے ہیں، بعینہ یہی حال شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب کا ہے، چنانچہ شیخ البانی رحمہ اللہ کی شان میں شیخ فرماتے ہیں: "تاریخ اسلام میں شیخ البانی رحمہ اللہ جیسا عالم کوئی پیدا نہیں ہوا، 48 سے 50 ہزار حدیثوں پر شیخ نے کلام کیا ہے،

اتنی بڑی تعداد کسی بھی محدث سے آپ نہیں ثابت کر سکتے ہیں، امام بخاری سے بھی نہیں ثابت کر سکتے ہیں"۔

اس لنک میں شیخ صاحب کی گفتگو سماعت فرما سکتے ہیں:

https://drive.google.com/file/d/1SOVK8rgqM5F6nZ0YPUGeVOqIf9y3NxhY/view?usp=drivesdk

شیخ نے جس انداز میں شیخ البانی رحمہ اللہ کو سب پر فوقیت دینے کی کوشش کی ہے دراصل یہی طریقہ غلو کہلاتا ہے، حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم سے ایک صحابی نے کہا:((يا محمد، يا خيرنا وابن خيرنا، وياسيدنا، وابن سيدنا، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: يا أيها الناس قولوا بقولكم ولا يستجركم الشيطان، أنا محمد بن عبد الله، ورسوله، ما أحب أن ترفعوني فوق ما رفعني الله)). مسند احمد (١٣٥٩٦).

ایک صحابی نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ہمارے سب سے بہتر شخص، اور ہمارے سب سے بہتر شخص کے بیٹے، اے ہمارے سردار، اور ہمارے سردار کے بیٹے، یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان تمہیں اپنا وکیل نہ بنالے کہ تم انہی کی بولی بولنے لگو، جو کہتے تھے وہی کہو، میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، اور مجھے یہ بات پسند نہیں کہ جو مقام اللہ رب العالمین نے مجھے عطا کیا ہے تم مجھے اس مقام سے اونچا کرنے کی کوشش نہ کرو۔

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ کو انہی القاب سے پکارا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان تھا، کیونکہ یہ سچ اور مبنی برحق بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہتر ہیں، اور یہ بھی حق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تمام نبیوں کے اور تمام انسانوں کے سردار ہیں، اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے اپنے لئے یہ پسند نہیں کیا کہ لوگ انہیں ان القاب سے نوازیں، شیخ البانی رحمہ اللہ اس حدیث پر تعلیق لگاتے ہوئے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوف سے انہیں ایسا کہنے سے منع فرمایا کہ کہیں شیطان ان تعریفی کلمات کی آڑ میں غلو کی راہ ہموار نہ کردے۔ موسوعة الألباني في العقيدة (٣/ ١١٧٨)

شیخ البانی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: پوری دنیا کے سلفی حضرات علما کی قدر کرنا بہتر انداز میں جانتے ہیں، چنانچہ نہ ہی وہ کسی شان میں تنقیص کرتے ہیں اور نہ ہی علما کو ان کے مقام سے اوپر اٹھاتے ہیں جو اللہ رب العالمین نے انہیں عطا کیا ہے، کیونکہ سید البشر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «لا ترفعوني فوق منزلتي التي أنزلني الله فيها»۔ جو مقام اللہ رب العالمین نے مجھے عطا کیا ہے تم مجھے اس مقام سے اونچا کرنے کی کوشش نہ کرو۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ایسی بات ہے تو پھر دوسروں کے حق میں بدرجہ اولی یہ بات ہوگی، چنانچہ سلفی حضرات اسی اعتدال کے منہج کو اختیار کرتے ہیں۔ جامع تراث الألباني (٥/ ١٤٧)

شیخ عبدالباری صاحب شیخ البانی رحمہ اللہ کی شان میں اس حد تک غلو کے شکار ہیں کہ اگر کوئی شیخ ابن باز، اور شیخ ابن عثیمین رحمہما اللہ کا تذکرہ شیخ البانی رحمہ اللہ سے پہلے کر دیتا ہے تو شیخ کو یہ بھی ناگوار گذرتا ہے اور انہیں اس سے شیخ البانی رحمہ اللہ کی حق تلفی لگتی ہے، یہ غلو نہیں تو اور کیا ہے؟

نیز شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب کا شیخ البانی رحمہ اللہ کو امام بخاری رحمہ اللہ پر فوقیت دینا بالکل ویسا ہی ہے جیسے کوئی لاٹھی کو تلوار سے تیز کہے، اس میں لاٹھی کی تعریف نہیں بلکہ مذمت ہے، کسی شاعر نے کہا ہے:

ألم تر أن السيف ينقص قدره ... إذا قيل إن السيف أمضى من العصا

اولاہم تو ایک عالم کو دوسرے عالم، ایک فقیہ کو دوسرے فقیہ اور ایک محدث کو دوسرے محدث کے مقابلے پیش کرنے کے قائل ہی نہیں، نہ ہی ان کے علمی موازنہ ومقارنہ کے قائل ہیں، ہم تو بس اتنا جانتے ہیں کہ ہمارے تمام سلفی علمائے کرام ہمارے لئے محترم ہیں، جن کو جس فن میں مہارت ہے ان سے ان فنون بھرپور استفادہ کیا جائے، کیونکہ ایک کو دوسرے کے مقابلہ میں لانے سے اور ایک کا موازنہ دوسرے سے کرنے سے اہل علم کی تنقیص ہوتی ہے۔ کیونکہ شیخ نے شیخ البانی رحمہ اللہ کو امام بخاری رحمہ اللہ پر فوقیت دی ہے تو اس پر عرض ہے کہ شیخ البانی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کا عشر عشیر بھی نہیں تھے، یہ بات علوم حدیث کا مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے۔ کجا کہ جسے اس فن کی ممارست حاصل ہو، وہ سرے سے ایسا تصور ہی قائم نہیں کر سکتا۔

صرف اتنا جان لیں کے امام بخاری رحمہ اللہ جس طرح حدیث میں امیر المؤمنین تھے اسی طرح فقہ میں بھی امیر المؤمنین تھے نیز اسے طرح علم علل کے اندر بھی امیر المؤمنین تھے، یہ بات امام بخاری رحمہ اللہ کی سوانح میں دیکھی جاسکتی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کے سلسلے میں علی بن ابن المدینی جیسے امام علل کی گواہی بھی بڑی معنی رکھتی ہے، اسی طرح امام دار قطنی جو امام علل تھے ان کا علم بھی امام بخاری رحمہ اللہ کے پایہ کا نہیں تھا، بلکہ انہوں نے کہا تھا کہ علم حدیث میں امام مسلم کا وجود اور ان کی امامت امام بخاری رحمہ اللہ جیسے استاذ کی مرہون منت ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کو لاکھوں احادیث کے ساتھ ساتھ ان احادیث کی اسانید، اور اسانید میں موجود رجال بھی زبانی یاد تھے، اتنا ہی نہیں بلکہ ان رجال میں سے ہر ایک راوی کے حالات توثیق وتضعیف کے اعتبار سے امام بخاری رحمہ اللہ کو ازبر تھے، مزید یہ کہ ان تمام احادیث میں سے ہر ایک حدیث کی کتنی طرق ہیں، اور ان طرق میں کون سی صحیح ہیں اور کون سی معلول ہیں یہ بات بھی ازبر تھی، نیز ایک حدیث

کی ان تمام طرق کون سی طریق سب سے صحیح اور معتبر ہے یہ سب امام بخاری رحمہ اللہ کو از بر تھی، کیا شیخ البانی رحمہ اللہ، امام بخاری رحمہ اللہ کی طرح علوم حدیث میں انہی صفات کے حامل تھے؟

اگر ہاں تو اس کی دلیل اور ثبوت کیا ہے؟ اور اگر نہیں، تو پھر شیخ البانی رحمہ اللہ کو امام بخاری رحمہ اللہ پر فوقیت دینا سورج کو چراغ دکھانے کے مانند ہے۔

اور مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل اور عار نہیں کہ آپ جیسے غیر رسمی شاگرد، شیخ البانی رحمہ اللہ کے ناقدین کو سب سے زیادہ موقع فراہم کرتے ہیں، ورنہ آپ جس غلو کے شکار ہیں شیخ البانی رحمہ اللہ کی ذات اس سے پاک ہے۔

اپنے امام کو مقدم رکھنا دوسرے ائمہ اور علما کی تنقیص کرنا مقلد کی پہچان ہے، ایک مقلد اپنے امام کے قول کا ناقل محض ہوتا ہے، اسے حق کا معیار سمجھتا ہے، یہی حال شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب کا ہے، کسی بھی مسئلے میں شیخ البانی رحمہ اللہ کا قول ان کے لیے حرف آخر ہے، دوسرے اہل علم کے فہم سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔

جس طرح ایک مقلد اپنے امام کے قول کی مخالفت پر طعن و تشنیع کو جائز سمجھتا ہے، ویسے ہی شیخ عبد الباری فتح اللہ صاحب، راقم السطور اور دیگر اہل علم پر طعن کرنے کو روا سمجھتے ہیں۔

جب شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ جیسے خالص سلفی اور فقیہ، شیخ کے نزدیک مقلد ہو سکتے ہیں تو پھر شیخ اپنے طرز عمل سے بدرجہ اولی مقلد ٹھہرتے ہیں۔